COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
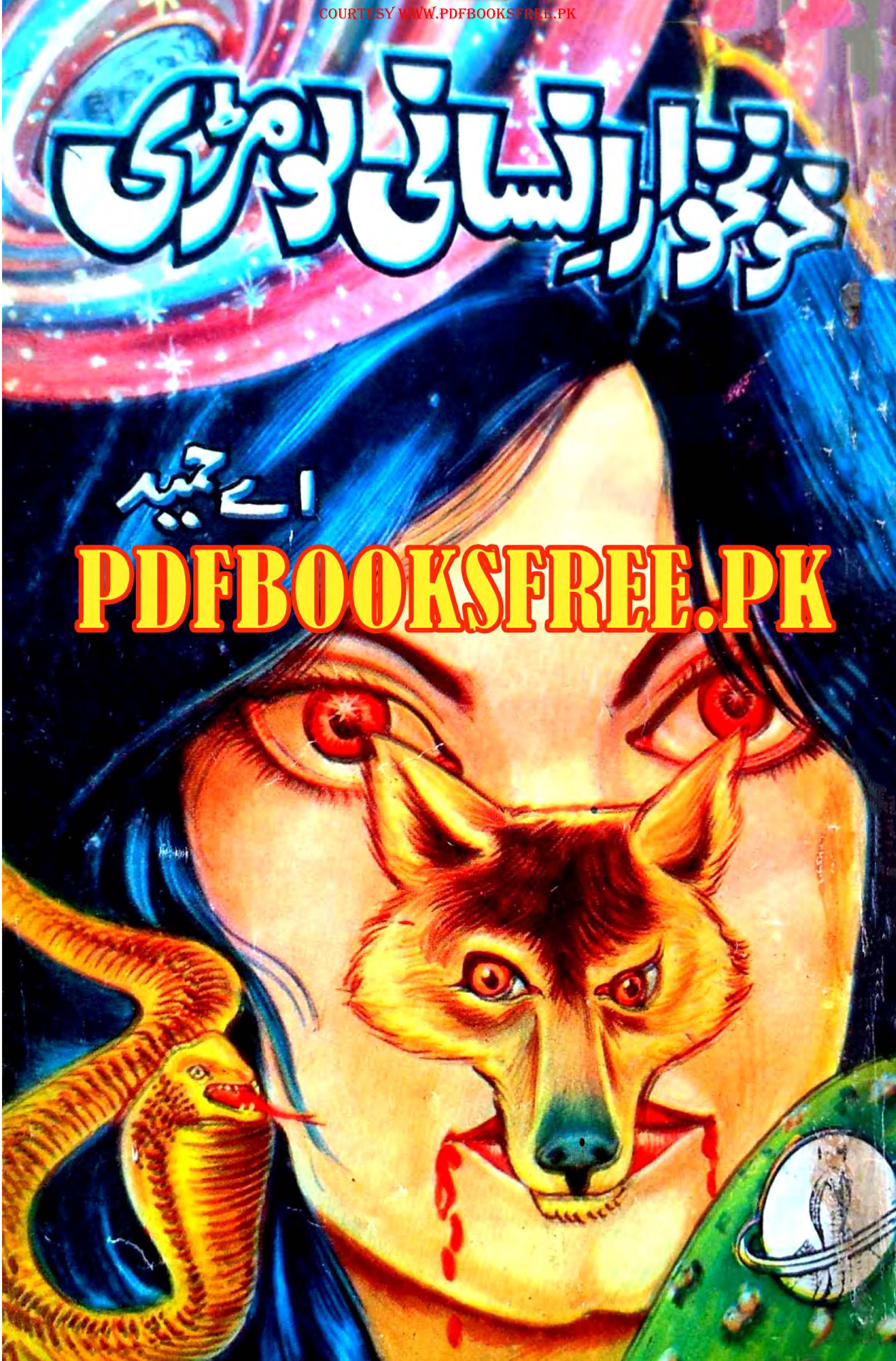

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

خونخوار انسانی لومڑی

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۵۰/۷ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقراء ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸
طابع : تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کے خلائی سفر کا جس گرم جوشی، محبت اور دلچسپی کے ساتھ استقبال کیا ہے میں اس کے لیے آپ سب ساتھیوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ۱۰۰ ویں نمبر کی تعریف کے خطوط مجھے ابھی تک مل رہے ہیں۔ میں ان تمام دوستوں کے قیمتی جذبات کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ انشاء اللہ آپ دوستوں کی حوصلہ افزائی میرے ساتھ رہی تو عنبر ناگ ماریا کا خلائی سفر انتہائی سنسنی خیزی اور دلچسپی کے ساتھ جاری رہے گا۔

پنڈی گھیپ سے عزیزہ زوبیہ احسان بٹ نے لکھا ہے کہ وہ عنبر ناگ ماریا کی پرستار ہے مگر وہ اپنی پڑھائی بھی دل لگا کر کرتی ہے اور اس نے امتحان میں تینوں سیکشنوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ ہم عزیزہ زوبیہ احسان بٹ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ ہماری قوم کے سبھی بچے بچیاں اسی طرح لائق بن کر ملک و قوم کا نام روشن کریں۔ آمین ہے!

اے حمید
۴۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد۔ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

خونخوار انسانی لومڑی
باغی لڑکی سانگی
پُراسرار پادری
ماریا پُراسرار قلعے میں
خلائی دیوی

خونخوار انسانی لومڑی

"میں زندہ ہوں. مُردہ نہیں ہوں"

عنبر نے اپنے آپ سے کہا

پھر اس نے سجے ہوئے عالی شان کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ وہاں نہ کوئی مُردہ انسان تھا نہ زندہ —— جس لڑکی کی ابھی ابھی آواز آئی تھی۔ وہ بھی اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ اُٹھ کر باہر جانے لگا تو اس نے دیکھا کہ کمرے کا بڑا دروازہ بند تھا۔ اس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ دروازے کو توڑ کر بھی باہر نکل سکتا تھا۔ عنبر نے زور سے بند دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ خدا جانے کس خلائی سیارے کی دھات کا بنا ہوا تھا کہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہ ہلا۔ عنبر نے پوری طاقت سے دروازے کو ٹکر ماری۔ اگرچہ عنبر کو ذرا بھی چوٹ نہ لگی تھی تو دروازے پر بھی اس کی ٹکر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ عنبر کی طاقت اس کے کام نہیں آئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس شاندار قالینوں سے سجے ہوئے کمرے کا ایک اور دروازہ بھی تھا۔ یہ دروازہ بھی بند تھا۔ عنبر نے اِسے بھی توڑنے کی کوشش کی مگر دروازہ اپنی جگہ سے ٹس سے مَس نہ ہوا۔ اب اِس نے کمرے کی دیوار کے پتھروں کو اُکھاڑنے کی کوشش شروع کی مگر پتھروں نے بھی اپنی جگہوں سے ہلنے سے انکار کر دیا۔ عنبر نے چلّا کر کہا۔

"تم لوگ مردہ ہو۔ میں زندہ ہوں۔ مجھے یہاں کیوں قید کر لیا ہے تم لوگوں نے؟"

عنبر کو کسی عورت کی بھاری بھر کم آواز سنائی دی۔

"عنبر! تم مردہ ہو۔ تم زندہ نہیں ہو۔ یہ تمہاری لاش ہے جو اِدھر اُدھر پھر رہی ہے۔ تھوڑے عرصے بعد تم بھی ہماری لاشوں کی طرح فرش پر پڑے ہو گے"

عنبر نے زور زور سے کہا۔

"تم بھوت ہو [illegible] میں زندہ ہوں"

اِسے آواز آئی

"اگر زندہ ہو تو تمہاری طاقت کہاں چلی گئی ہے؟ پہلے تمہاری طاقت کو موت آئی ہے۔ اب تم بھی مر جاؤ گے"

عنبر غصّے میں بولا۔

"مجھے تم لوگ نہیں مار سکتے۔ میں زندہ رہوں گا۔ میں تمہارے مُردہ سیّارے سے نکل جاؤں گا"

"تم یہاں سے نہیں جا سکتے کبھی نہیں"

یہ آواز بار بار آنے لگی۔ پھر اپنے آپ گم ہو گئی اور چاروں طرف موت ایسی خاموشی چھا گئی۔ عنبر جھنجھلا کر قالین پر بیٹھ گیا۔ وہ حیران تھا کہ یہ معمّہ کیا ہے اور پریشان اس لیے تھا کہ وہ کمرے میں قید ہو گیا ہے اور وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اچانک کمرے میں جو شمع دان رکھا تھا اس کی شمع اپنے آپ روشن ہو گئی۔ عنبر نے دیکھا کہ سامنے والا دروازہ اپنے آپ کھل گیا ہے اور اِس میں سے ایک لمبے سنہری بالوں والی ایک عورت جس کے جسم پر چاندی ایسا لباس چمک رہا تھا نمودار ہو رہی ہے۔ عنبر اس عورت کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ عورت کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ وہ ایک ایک قدم چلتی عنبر کے قریب آ کر رُک گئی۔ عنبر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے تھوڑی سی غصیلی آواز میں عورت سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آخر مجھے اِس قید خانے میں کس لیے بند کر دیا گیا ہے؟ میں زندہ ہوں۔ مُردہ نہیں ہوں"

عورت نے اپنے پیچھے دروازے پر ایک نظر ڈالی، عنبر کو اشارے سے خاموش رہنے کو کہا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔ اور عنبر کے پاس آ کر تخت پر بیٹھ گئی اور پُراسرار آواز میں بولی۔

"یہاں تم نے جتنے مردے دیکھے ہیں وہ بھی مردہ نہیں ہیں۔ سب زندہ ہیں۔ مگر انہیں لاشیں بنا دیا گیا ہے۔ اور تمہیں بھی بہت جلد ایک لاش بنا دیا جائے گا۔ تم ابھی تک اِس لیے بچے ہوئے ہو کہ تمہارے اندر غیر معمولی طاقت ہے"

عنبر اس پُراسرار عورت کی باتیں بڑی حیرانی سے سُن رہا تھا۔

"تم — تم کون ہو؟ یہ سب کچھ کیا ہے؟"

پُراسرار عورت نے سرگوشی کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں تمہیں جانتی ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں جانتے۔ سُنو! میرا نام یاقومہ ہے۔ میں یہاں سے دُور ایک سیارے کی شہزادی ہوں۔ یہاں مجھے

اغوا کر کے لایا گیا ہے"

عنبر نے پوچھا۔

"یہ کون لوگ ہیں جو تمہیں اغوا کر کے لائے ہیں؟ اور — اور تمہیں کس لیے اغوا کیا گیا ہے؟"

پُراسرار عورت یاقومہ اداس لہجے میں کہنے لگی۔

"یہ لوگ دوسرے سیاروں کی مخلوق کو اغوا کر کے یہاں لاتے ہیں اور انہیں ایک خاص انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر کے ڈال دیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ بالکل مُردہ معلوم ہوتے ہیں مگر اصل میں وہ زندہ ہوتے ہیں"

عنبر نے سوال کیا۔

"یہ لوگ اُن لوگوں کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"مجھے صرف اتنا علم ہو سکا ہے کہ یہاں کی مخلوق کا سردار اِن بے ہوش لوگوں کو ایک سال تک کھلے میدان میں پڑے رہنے کے بعد اِن سب کے جسموں سے چربی نکال کر ایک بہت بڑے برتن میں جمع کرے گا۔ وہ اِس چربی سے کوئی ایسی دوائی بنائے گا جس کے جسم پر لگانے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کی مخلوق کبھی نہیں مرے گی اور اِسے موت پر فتح حاصل ہو جائے گی"

عنبر نے کہا۔

"انہوں نے تمہیں انجکشن لگا کر مردہ کیوں نہیں بنایا؟"

پُر اسرار عورت بولی۔

"اس لیے کہ میں سردار کو پسند آگئی ہوں۔ وہ مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے"

عنبر نے کہا۔

"تم میری کس لیے مدد کرنا چاہتی ہو؟"

پُر اسرار عورت نے جواب دیا۔

"اس لیے کہ تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو مجھے اِس خونی سیارے سے نکال کر اپنے سیارے پر پہنچا سکتے ہو"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ پُر اسرار عورت نے کہا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں عنبر! میں یہاں سے فرار ہونے میں تمہاری مدد کروں گی۔ تم میرے ساتھ آؤ"

عنبر کو وہاں سے نکلنے کا دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں

آرہا تھا چنانچہ وہ مجبور ہو گیا کہ اس پُر اسرار عورت کی باتوں پر عمل کرے۔ ویسے بھی وہ اسے مخلص لگ رہی تھی۔ وہ عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پُر اسرار عورت اِسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ آگے ایک دروازہ آگیا۔ پر اسرار عورت اِسے ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ آگے ایک برآمدہ تھا۔ یہاں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی تھی۔ پُر اسرار عورت یا قومہ عنبر کو لے کر اِس دروازے میں داخل ہوئی۔

یہاں ایک چھوٹا سا خوبصورت سجا ہوا کمرہ تھا جس میں ریشمی بچھونا بچھا تھا۔ میز پر طرح طرح کے تازہ پھل رکھے ہوئے تھے۔ چاندی کے گلاس بھی تھے اور ایک جگ میں شربت تھا۔ یا قومہ نے کہا۔

"عنبر جب تک میں فرار کے لیے راہ ہموار نہیں کرتی تم اِس جگہ چھپے رہو۔ یہاں تم بالکل محفوظ ہو گے۔ تمہیں کوئی انجکشن لگانے نہیں آئے گا"

عنبر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لیکن یا قومہ! مجھے کب تک یہاں رہنا ہوگا؟"

"زیادہ سے زیادہ سات دن — کیونکہ مجھے راستہ صاف کرنے میں سات دن ضرور لگ جائیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے۔ یہاں کی مخلوق کے سردار کے پاس ایک خفیہ اُڑن طشتری ہے جس کو وہ ہر سات روز کے بعد کھولتا ہے۔ اس دفعہ جب وہ اُڑن طشتری کو کھولے گا۔ تو میں کسی نہ کسی طرح اُسے بے ہوش کر کے اُڑن طشتری پر قبضہ کر لوں گی۔ اور پھر تمہیں آکر یہاں سے لے جاؤں گی۔"

عنبر خاموش رہا۔ پُر اسرار عورت کہنے لگی۔

"وعدہ کرو کہ تم یہاں سے سات روز سے پہلے باہر نہیں نکلو گے۔ کیونکہ اگر تمہیں کسی نے دیکھ لیا تو ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔"

عنبر نے کہا۔

"مجھے باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں اسی جگہ رہوں گا۔ مگر تم کب آؤ گی میرے پاس؟"

پُر اسرار عورت بولی۔

"میں ہر روز شام کو تمہیں دیکھنے آجایا کروں گی۔ اچھا اب تم اس جگ میں سے تھوڑا سا شربت پی لو۔ یہ بڑا طاقتور شربت ہے اور سات دن یہ شربت پینے کے بعد تم میں اتنی

طاقت پیدا ہو جائے گی کہ یہاں کی مخلوق کا انجکشن تم پر کوئی اثر نہیں کر سکے گا۔"

پُر اسرار عورت نے جگ میں سے شربت گلاس میں ڈال کر عنبر کو دیا۔ عنبر نے محسوس کیا کہ شربت میں سے بڑی پیاری خوشبو آرہی تھی۔ اس نے شربت کے چند گھونٹ پی لیے۔ شربت پیتے ہی اس نے اپنے اندر بڑی تروتازگی اور طاقت محسوس کی۔

"یہ شربت تو بڑا طاقتور اور خوشگوار ہے۔"

پُر اسرار عورت مسکرائی۔

"جب تم سات دن تک اسے پی لو گے تو اس سیارے کی مخلوق پر فتح حاصل کر سکو گے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ کل شام کو آؤں گی۔"

یہ کہہ کر پُر اسرار عورت چلی گئی۔

عنبر نے کمرے کی چیزوں کا جائزہ لیا۔ ہر شے بڑے سلیقے سے سجی تھی اور بالکل ہماری دنیا ایسی تھی۔ عنبر نے پھل کے ٹرے میں سے ایک سرخ سیب اُٹھا کر دیکھا۔ بڑا تازہ اور خوشبودار سیب تھا۔ عنبر نے اسے تھوڑا سا کھایا۔ بڑا میٹھا تھا اور بالکل اپنی دنیا کی طرح ذائقہ تھا اس کا۔ عنبر کھا کے پھر لیٹ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی طرح اپنی دنیا کے حساب سے ایک رات گزر گئی۔ کیونکہ اس سیارے پر تو ایک سال کی رات ہوتی تھی۔ اندازے کے مطابق دوسرے دن شام کو پُراسرار عورت پھر آ گئی۔ اس نے وہی چاندی کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے عنبر سے کچھ دیر باتیں کیں اور پھر جگ میں سے شربت کا ایک گلاس بھر کر اسے پلایا۔ پھر کہنے لگی۔

" سردار نے تمہاری تلاش میں اپنے سپاہی چاروں طرف دوڑا دیئے ہیں۔ وہ تمہارے گم ہو جانے سے بہت پریشان ہے۔ مگر تم اطمینان سے یہاں پڑے رہو۔ بس پانچ دنوں کی بات ہے۔ پھر میں تمہیں یہاں سے نکال کر اُڑن طشتری میں پہنچا دوں گی اور ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

" اگر تم اُڑن طشتری پر قبضہ نہ کر سکیں تو پھر کیا ہو گا؟"

پُراسرار عورت باقاعدہ کہنے لگی۔

" یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ مجھے تمہارا بڑا حوصلہ ہے۔ ایک تمہارے لیے بہادر مرد کا میرے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سردار

مجھ پر بڑا بھروسہ کرتا ہے۔ جب وہ ساتویں روز مجھ ساتھ لے کر اُڑن طشتری میں جائے گا تو میں اسے بے ہوش کر کے اُڑن طشتری اپنے قبضے میں کر کے سیدھی تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

عنبر نے پوچھا۔

" جب اُڑن طشتری تمہارے قبضے میں ہو گی تو پھر تم خود اسے اُڑا کر اپنے سیارے کی طرف پرواز کیوں نہیں کر جاتیں؟"

پُراسرار عورت بولی۔

" میں اکیلی خلاء میں اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتی میرے ساتھ تمہارے ایسے بہادر اور سمجھ دار مرد کا ہونا ضروری ہے۔"

" ٹھیک ہے۔" عنبر بولا۔ " تم مجھے تیار پاؤ گی۔"

پُراسرار عورت عنبر کا شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔

اس روز عنبر نے محسوس کیا کہ اسے نیند آنے لگی ہے۔ پہلے اسے اپنے آپ کبھی نیند نہیں آتی تھی۔ اس نے سمجھا کہ شاید اس کمرے میں زیادہ دیر بند رہنے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ وہ سو گیا۔ کافی دیر تک سوتے رہنے کے بعد اس کی آنکھ کھلی تو اس کو اپنے جسم میں کمزوری سی محسوس ہوئی۔ عنبر نے جگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں سے تھوڑا سا شربت نکال کر پیا تو اسے کچھ طاقت محسوس ہونے لگی۔

پانچواں دن بھی گزر گیا۔ اب عنبر کو بہت زیادہ نیند آنے لگی تھی اور جب تک وہ جگ میں سے شربت نکال کر نہیں پیتا تھا اس کی کمزوری دور نہیں ہوتی تھی۔ یہ شربت روزانہ پُر اسرار عورت وہاں لاکر رکھ جاتی تھی۔ عنبر نے پُر اسرار عورت سے اپنی نیند اور کمزوری کا ذکر کیا تو وہ ہنس کر بولی۔

"پہلے پہلے ایسا ہی ہوتا ہے۔ سات دن گزرنے کے بعد تم اپنے اندر پہاڑ جتنی طاقت محسوس کرنے لگو گے"

پُر اسرار عورت چلی گئی تو عنبر کو پھر نیند نے آ لیا۔ اس کا سر بھاری ہو کر اپنے آپ اونگھنے لگا۔ وہ بڑی کوشش کرتا کہ اسے نیند نہ آئے مگر کامیاب نہ ہوا اور بستر پر گر کر گہری نیند سو گیا۔ خدا جانے وہ کتنی دیر سویا ہو گا کہ اسے یوں لگا جیسے کوئی اس کے شانے کو جھنجھوڑ کر اسے جگا رہا ہے۔ عنبر نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس کے پاس ایک سفید بالوں والی بوڑھی عورت بیٹھی اسے مامتا بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

عنبر کا سر نیند کی وجہ سے بوجھل ہو رہا تھا۔ بوڑھی عورت

کے ہاتھ میں ایک چاندی کی طشتری تھی۔ اس میں کوئی سفید سا سفوف پڑا تھا۔ بوڑھی عورت نے تھوڑا سا سفوف لے کر عنبر کے ہونٹوں پہ رکھ دیا اور کہا۔

"بیٹا اسے نگل جاؤ"

عنبر سفوف کو نگل گیا۔ سفوف میں جانے کیا جادو تھا کہ اس کی نیند ایک دم سے دور ہو گئی اور اسے اپنے جسم میں بھی ایک طاقت سی محسوس ہوئی۔ وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور بوڑھی عورت کی طرف دیکھ کر بولا۔

"خاتون آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آگئیں؟"

بوڑھی عورت کے بال چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ چہرے پر جھریاں پڑی تھیں مگر آنکھوں میں رحم دلی اور ماں کی مامتا کا نور چمک رہا تھا۔ اس نے عنبر کے سر پہ ہاتھ پھیر کر کہا۔

"میرے بچے! میں تمہیں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں"

"کون سا خطرہ ماں جی؟" عنبر نے حیرانی سے پوچھا۔

بوڑھی عورت نے عنبر کا ماتھا چوم لیا۔ اور بولی۔

"ایک مدت کے بعد مجھے کسی نے ماں کہہ کر پکارا ہے۔ میں کس قدر خوش ہوں"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عنبر پریشان تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور یہ عورت کہاں سے آ گئی ہے۔ اور اس سے کیا چاہتی ہے۔ اس نے ایک بار پھر سوال کیا۔

"ماں جی! آپ کیا چاہتی ہیں۔ میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں اور ——— اور آپ کو یہاں کا راستہ کیسے معلوم ہوا؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔

"بیٹا! مجھ سے یہاں کا کوئی راستہ چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں اس سیارے کے سردار کی ماں ہوں۔ مگر میرا بیٹا ظالم ہو گیا ہے۔ وہ میرا بھی دشمن بن گیا ہے۔ کیونکہ میں اُسے خدا کی مخلوق پر ظلم کرنے سے روکتی ہوں"

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا خاتون؟" عنبر نے تعجب سے کہا۔

بوڑھی عورت نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولی۔

"سنو بیٹا! تمہارے ساتھ دھوکہ ہو رہا ہے۔ یہ عورت جو روز تمہارے پاس آتی ہے۔ اصل میں میرے بیٹے کی ساتھی ہے۔ وہ ایک گہری سازش کے ذریعے تمہاری ہمدردیاں حاصل کر کے اور تمہیں

یہاں سے فرار ہونے کا جھانسہ دے کر ایک ایسا شربت پلا رہی ہے جس کو سات روز پینے کے بعد تمہارے اندر کی غیر معمولی طاقت ختم ہو جائے گی۔ پھر یہ عورت بڑی آسانی سے تمہارے جسم کو انجکشن لگا کر اپنے مالک کے اشارے پر تمہیں بھی زندہ مُردہ بنا ڈالے گی"

عنبر کا تو منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اب اِسے احساس ہوا کہ شربت پینے کی وجہ سے اسے زیادہ نیند کیوں آنے لگی تھی اور کمزوری کیوں محسوس ہوتی تھی۔ اس نے شربت کے جگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تو کیا اس شربت کے ذریعے میرے جسم میں زہر داخل کیا جا رہا تھا"

"ہاں ——— بوڑھی عورت نے کہا۔ "لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں نے تمہیں جو سفوف کھلایا ہے وہ اس شربت کے زہر کو بے اثر کر دے گا"

عنبر نے کہا۔

"ماں جی! مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ عورت جس کا اخلاق اتنا اچھا ہے اور مجھ سے اتنی گہری ہمدردی کی باتیں کرتی ہے اتنی سازشی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دھوکے باز بھی ہو سکتی ہے"۔

بوڑھی عورت بولی۔

"تم اِسے آزما کر دیکھ سکتے ہو۔ میری بات غور سے سنو۔ وہ اصل میں خوب صورت عورت نہیں بلکہ ایک خونخوار لومڑی ہے جس نے عورت کی شکل اختیار کر رکھی ہے"۔

بوڑھی عورت نے مشتری کا سفوف ایک کاغذ میں ڈال کر اس کی پُڑیا بنائی اور عنبر کو دے کر کہا۔

"یہ سفوف تمہیں اس شربت کے زہر سے بچائے گا لیکن جب تم اس کو شربت میں تھوڑا سا ڈال کر اس لومڑی عورت کو پلاؤ گے تو وہ انسانی شکل سے اپنی اصلی خونخوار لومڑی کی شکل میں آجائے گی۔ آج جب وہ آئے تو تم یہ تجربہ کر سکتے ہو۔ اچھا۔ اب میں جاتی ہوں۔ میں کل تمہارے پاس آؤں گی میرے بیٹے! خدا حافظ!"۔

بوڑھی عورت عنبر کو سفوف کی پُڑیا دے کر چلی گئی۔ وہ دیوار کے ایک خفیہ دروازے سے نکل کر گئی تھی جو اس کے قریب جانے پر اپنے آپ ظاہر ہو گیا تھا۔

عنبر نے سفوف کی پُڑیا سنبھال کر رکھ لی اور سوچنے

لگا کہ کیا اتنی خوب صورت اور رحمدل عورت خونخوار لومڑی ہو سکتی ہے۔ اِسے بڑھیا کی باتوں پر پہلے تو یقین نہ آیا۔ پھر اس نے سوچا کہ چلو آج شام آزما کر دیکھ لیتے ہیں۔

عنبر اُٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

دروازہ کھلا۔ اور وہی پُر اسرار عورت چاندی کا لباس پہنے مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے آتے ہی جگ میں پڑے شربت کو دیکھا اور کہا۔

"عنبر! تم نے آج شربت نہیں پیا؟"

عنبر نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"کیوں نہیں پیا؟ یہ شربت تو مجھے بہت پسند ہے۔ میں اِسے دن میں دو بار پی چکا ہوں۔ اور ابھی تمہارے ساتھ بھی پیوں گا"۔

پُر اسرار عورت ہنس کر بولی۔

"میں بھی پی لوں گی۔ مجھے تو خود بھی یہ شربت بہت پسند ہے"۔

پھر وہ بستر پر بیٹھ گئی اور بولی۔

"تمہیں نیند کیسی آتی ہے؟"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ شربت میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جو خفیہ طور پر زہر ملا دیا گیا ہے اس کا اثر ہو رہا ہے کہ نہیں۔ اس نے فوراً کہا۔

"نیند تو مجھے بہت آتی ہے۔ اس سے پہلے اتنی نیند کبھی نہیں آئی تھی۔ لیکن بعد میں کچھ کمزوری سی محسوس ہوتی ہے لیکن جب شربت کے چند گھونٹ پیتا ہوں تو یہ کمزوری دُور ہو جاتی ہے"۔

عنبر نے دیکھا کہ پُراسرار عورت کے چہرے پر اطمینان سا آگیا تھا۔ کہنے لگی۔

"بس ایک دن کی بات رہ گئی ہے۔ اصل میں یہ تمہارے اندر شربت کی وجہ سے ایک نئی طاقت پیدا ہو رہی ہے۔ پرسوں سردار اُڑن طشتری کا تالا کھول کر اندر جائے گا۔ اس کے بعد میں اس پر قبضہ کر لوں گی اور پھر ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے"۔

عنبر نے جگ میں سے اپنے گلاس میں شربت ڈال کر کہا۔

"میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں کہ تم مجھے یہاں سے نکالنے میں میری مدد کر رہی ہو"۔

پُراسرار عورت بولی۔

"اس میں میرا بھی تو فائدہ ہے"۔

عنبر سوچنے لگا کہ اب عورت کے گلاس میں سفوف کیسے ڈالے۔ اس نے اپنا گلاس اُٹھا لیا اور پھر عورت کے گلاس میں تھوڑا سا شربت ڈال کر بولا۔

"یہ شربت مجھے کچھ باسی لگتا ہے۔ کیا تم میرے لیے تازہ شربت نہیں لا سکتیں یاقومہ؟"

"کیوں نہیں؟"

یہ کہہ کر یاقومہ نے شربت والا جگ اُٹھایا اور کمرے سے نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی عنبر نے جیب سے سفوف کی پڑیا نکالی اور ایک خالی گلاس میں تھوڑا سا سفوف ڈال دیا۔ عورت شربت کا جگ لے کر واپس آ گئی۔ عنبر نے اس میں سے اپنے نئے گلاس میں شربت ڈالا اور پھر جلدی سے عورت کے سفوف والے گلاس میں بھی شربت ڈال دیا اور بولا۔

"آج ہم اکٹھے شربت پئیں گے۔ اپنے یہاں سے فرار ہونے کی خوشی میں"۔

عورت نے بڑی خوش ہو کر اپنا گلاس اُٹھا لیا۔

عنبر کو خطرہ تھا کہ کہیں اسے سفوف کی بُو نہ آ جائے۔ مگر اس سفوف کا نہ تو کوئی رنگ تھا اور نہ بُو تھی۔ عنبر پلنگ پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھ گیا۔ عورت کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ گلاس اس
کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"کل تک تم یہ جگ والا سارا شربت خالی کر دینا۔ اس کے بعد تمہیں شربت پینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔"

عنبر نے شربت کا ایک گھونٹ پیا اور بولا۔

"تم جیسے کہو گی میں ویسے ہی کروں گا۔ آخر تم میری ہمدرد ہو۔ مگر تم بھی شربت پیو۔"

پر اسرار عورت نے مسکراتے ہوئے گلاس اپنے ہو
کے ساتھ لگایا۔ اور شربت کے دو گھونٹ پی گئی۔ عنبر اسے
سے تک رہا تھا۔ شربت پیتے ہی پُر اسرار عورت کا جس
اپنی جگہ سے یوں ہلا جیسے کسی نے اسے جھٹکا دے دیا
گلاس اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو
جیسے باہر کو اُبل آئیں۔ اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نک
اور وہ کرسی پر سے قلا بازی کھا کر اوپر کو اُچھلی۔ جب فرش
پر گری تو وہ ایک خونخوار لومڑی کی شکل اختیار کر چکی تھی۔

لومڑی نے غصے سے دیوانی ہو کر عنبر پر حملہ کر دیا۔ عن
نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا او
وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ عنبر نے اپنا پاؤں لومڑی
کی گردن پر رکھ دیا اور اس وقت اُٹھایا جب اس کا دم نکل چکا تھا۔

عنبر تو دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ بوڑھی عورت کی بات سچی نکلی تھی۔ یہ پُر اسرار عورت تو واقعی ایک خونخوار لومڑی تھی۔ وہ کرسی پہ بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کیا۔ بوڑھی عورت اسے اس سیارے سے نجات دلا سکے گی؟ کافی وقت گزر گیا۔

سفید سفوف کی وجہ سے اب عنبر کو نیند نہیں آ رہی تھی۔

نہ معلوم دن کا وقت تھا کہ رات کا —— خفیہ دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور وہی نیک دل بوڑھی عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے فرش پر خونخوار انسانی لومڑی کی لاش دیکھی تو بولی۔

"میرے بیٹے! اب تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔"

عنبر نے بوڑھی عورت کا ہاتھ چوم لیا اور بولا۔

"ماں جی! آپ نے مجھے بہت بڑی تباہی سے بچا لیا ہے نہ جانے اس خونخوار لومڑی کے شربت سے مجھ پر کیا اثر ہوتا اور میرا کیا انجام ہوتا۔ اب مجھ پر ایک اور مہربانی کریں اور مجھے اس سیارے سے نکال دیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھی عورت نے عنبر کے سر پہ پیار کیا اور بولی۔
"میرے بیٹے! میں بھی یہی چاہتی ہوں اور اب تمہارا یہاں سے نکل جانا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس لومڑی کی موت کا سردار کو پتہ چل جائے گا اور ہو سکتا ہے وہ اس کمرے میں بھی پہنچ جائے وہ تمہیں ہلاک تو نہیں کر سکے گا لیکن ساری زندگی کے لیے ایسے غار میں قید ضرور کر دے گا کہ جہاں سے تم کبھی باہر نہیں نکل سکو گے"

"آپ میری مدد کیجئے محترم خاتون" عنبر نے کہا۔

بوڑھی عورت بولی۔

"بیٹے تم مجھے ماں کہہ کر ہی پکارا کرو۔ کیونکہ میں نے تمہیں بیٹا بنا لیا ہے"

"ماں جی" عنبر نے عورت کا ہاتھ چوم لیا۔

بوڑھی عورت نے عنبر کے ماتھے پر پیار کیا اور کہنے لگی۔

"میرے ساتھ آؤ"

عنبر اس کے پیچھے چل پڑا۔ بوڑھی عورت ایک زینے سے اُتر کر غار میں داخل ہو گئی۔ اس غار کی دیواریں سیاہ پتھروں کی تھیں اور چمک رہی تھیں، ایک جگہ غار کی دیوار کے ساتھ ایک کیپسول کی شکل کا سلنڈر پڑا تھا۔ اس

کے اوپر بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ بوڑھی عورت عنبر کو لے کر سلنڈر میں بیٹھ گئی۔ اس نے کسی بٹن کو دبایا اور کیپسول انتہائی تیز رفتاری سے غار میں سے گزرنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باغی لڑکی سانگی

غار نیچے کو جا رہا تھا۔

سلنڈر کسی راکٹ کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ غار میں نیچے کی طرف اُتر رہا تھا۔ پھر ایک گول ہال کم آگیا۔ کیپسول راکٹ یہاں پہنچ کر اپنے آپ رُک گیا۔ عن نے دیکھا کہ اس کمرے کے بیچ میں ایک شیشے کا سلنڈ سیدھا کھڑا تھا۔ اس میں زرد روشنی ہو رہی تھی۔ نیک دل بوڑھی عورت عنبر کو اِس سلنڈر کے پاس لے آئی اور بولی۔

"میرے بیٹے! تمہیں یہاں سے فرار کروانے کے لیے میرے پاس یہی ایک راستہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ جس کے ذریعے تم یہاں سے نکل سکو۔"

عنبر نے سلنڈر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا یہ کوئی راکٹ ہے ماں جی؟"

بوڑھی عورت بولی۔

"نہیں بیٹا۔ یہ راکٹ نہیں ہے۔ یہ ہمارے سائنسدانوں کی ایک خاص ایجاد ہے۔ اس کے ذریعے تم جس سیارے پر چاہو پہنچ سکتے ہو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس نظام شمسی سے ہے؟"

عنبر نے اُسے اپنی زمین کے بارے میں بتایا تو وہ بولی۔

"کیا تم اپنے نظام شمسی کے سیّارے کی زمین پہ جانا چاہتے ہو؟"

عنبر نے سوچا کہ کسی دوسرے سیّارے پر جانے سے بہتر ہے کہ وہ اپنی زمین پر ہی واپس چلا جائے۔ کیونکہ نہ جانے دوسرے سیارے پر اسے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ناگ ماریا اور کیٹی وغیرہ بھی اپنی ہی زمین پر پہنچ چکے ہوں۔ چنانچہ اس نے بوڑھی عورت سے کہا۔

"ہاں میں اپنی زمین پر واپس جانا چاہتا ہوں۔ مگر وہاں کون سا زمانہ ہوگا؟ میرا مطلب ہے کہ جب میں زمین پر پہنچوں گا تو وہاں کون سا سن ہوگا؟"

بوڑھی عورت نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ معلوم کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یہ خطرہ تمہیں خود ہی مول لینا ہوگا۔"

عنبر نے کہا۔

"جب ہم اپنی زمین سے نکلے تھے تو وہاں ۱۹۹۰ کا سن تھا۔"

بوڑھی عورت نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اب وہاں ۱۹۹۰ کا ہی سن ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں دو ہزار نوّے کا سن ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلائی شعاعوں کے ردِّ عمل سے تم ہزاروں سال پہلے کے زمانے کی دنیا میں پہنچ جاؤ۔ اس لیے میرے بیٹے ایک بار پھر سوچ کر بتاؤ کہ کیا واقعی تم اپنی زمین پر ہی جانا پسند کرو گے یا کسی دوسرے سیارے پر جانا چاہو گے۔ ہمارے اس سلنڈر کے چارٹ میں لاکھوں سیاروں کے نام لکھے ہیں۔ تم جس سیارے کا نام لو یہ سلنڈر تمہیں وہاں پہنچا دے گا۔"

عنبر نے ایک بار پھر سوچا مگر یہی فیصلہ کیا کہ اس کا واپس اپنی زمین پر جانا ہی بہتر رہے گا۔ اس نے

بوڑھی عورت کو آخری بار اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔ اس نیک دل عورت نے سلنڈر کے پاس چاندی کے شیلف میں سے ایک چارٹ نکالا۔ اس کے ورق اُلٹ کر اس نظامِ شمسی کا نقشہ دیکھا جہاں ہماری زمین اپنے سورج کے گرد گھومتی دکھائی گئی تھی۔ عورت نے سلنڈر کے باہر لگی ہوئی سوئی کو ہماری زمین کے زاویے پر گھمایا اور عنبر سے کہا۔

"میرے بیٹے سلنڈر میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"

عنبر نے بوڑھی عورت کو جھک کر سلام کیا۔ عورت نے آخری بار اس کا ماتھا چوما اور کہا۔

"خدا تمہاری حفاظت کرے میرے بیٹے۔"

عنبر سلنڈر میں داخل ہو گیا۔

عورت نے کہا۔

"اپنی جگہ سیدھے کھڑے رہنا بیٹے۔ ہلنا بالکل نہیں۔ ذرا سی بھی حرکت نہ کرنا۔"

عنبر نے آہستہ سے پوچھا۔

"ماں جی! مجھے کتنی دیر بے حس و حرکت ہو کر کھڑا رہنا ہوگا؟"

عورت نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں اپنی زمین پر پہنچنے میں صرف دس سیکنڈ لگیں گے۔ تم روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے سفر کرو گے۔"

"میں سفر کروں گا خلاء میں؟" عنبر نے پریشانی سے پوچھا۔

عورت نے مسکرا کر کہا۔

"تم نہیں۔ بلکہ تمہارے جسم کے الیکٹرون اور پروٹون سفر کریں گے۔"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ بیم ڈاؤن ہو رہا ہے۔ اس نے کہا۔

"اوکے ماں جی! میں بالکل تیار ہوں۔"

بوڑھی عورت نے خدا حافظ کہہ کر سلنڈر کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر اس نے شیشے میں سے عنبر کو دیکھا۔ عنبر بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ عورت نے سلنڈر کے باہر لگے ہوئے ایک سرخ بٹن کو دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی سلنڈر میں ایک دم سے تیز روشنی چمکی اور دوسرے ہی لمحے عنبر سلنڈر میں سے غائب ہو گیا۔

عنبر کو محسوس ہوا کہ وہ ہوا میں اُڑتا جا رہا ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ دس سیکنڈ کے

وقفے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کے پیر زمین پر لگ گئے ہیں۔ عنبر نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول دیں۔ وہ دن کی روشنی میں ایک ایسی جگہ پتھروں میں کھڑا ہے۔ یہاں چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ عنبر نے سب سے پہلے اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ صحیح سلامت تھا۔ جس طرح سیارے کے سلنڈر سے غائب ہوا تھا اسی طرح اپنی زمین پر واپس پہنچ گیا تھا۔

اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اگر اپنی دنیا میں واپس آگیا ہے تو یہ کون سا زمانہ ہے اور کون سا ملک ہے۔ اِس کے آس پاس اونچے اونچے درخت تھے۔ اچانک فضا میں فائر کا دھماکہ ہوا۔ پھر کچھ آدمیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ فائر کے دھماکے سے عنبر نے اندازہ لگا لیا کہ وہ اٹھارویں یا انیسویں صدی عیسوی کے زمانے میں ہے اور یہ دھماکہ کسی رائفل کی گولی کا تھا۔

وہ اِس طرف چلا جس طرف دھماکے کی آواز آئی تھی درختوں کے جھنڈ میں گزرتا وہ ایک پتھر کی اونچی دیوار کے پاس پہنچ کر رُک گیا۔ آدمیوں کی آوازیں اس دیوار کی دوسری جانب سے آ رہی تھیں۔ اس نے کان لگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر اِن آوازوں کو سنا۔ کچھ لوگ میکسیکو کی زبان میں ب
کر رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ملک میکسیکو پہ
گیا ہے۔

عنبر نے دیوار کی اوٹ سے تھوڑا سا سر نکال کر
کچھ فاصلے پر درختوں کے نیچے کافی کھلی جگہ تھی ج
دس پندرہ فوجی وردی والے سپاہی رائفلیں لیے کھ
تھے۔ اِن کا افسر پستول لگائے کھڑا آرڈر دے رہا تھ
سامنے ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس کے گلے میں
بندھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی نے لمبا گاؤن پہن رکھا تھا۔ ا
کے سیاہ بال اس کی کمر تک لٹک رہے تھے۔ اس کا چ
خوف کے مارے زرد ہو رہا تھا اور آنکھوں سے آن
رہے تھے۔ وہ میکسیکی زبان میں فوجی افسر سے رحم کی
مانگ رہی تھی۔

میکسیکی فوجی افسر نے اسے گالی دے کر کہا۔
”کنگ آف میکسیکو نے تمہیں زندہ دفن کر دینے کا حکم
دیا ہے۔ کیونکہ تم نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی
مرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لو۔ رحم
کی بھیک مانگنے سے کوئی فائدہ نہیں اب۔“
پھر اس نے سپاہیوں سے کہا کہ وہ جلدی جل

قبر کھودیں۔
عنبر کو اس لڑکی پر بے حد ترس آیا۔ اور اس نے
اُسے بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ اگر وہ اِسی وقت فوجیوں
پر حملہ بول دیتا ہے تو خطرہ تھا کہ یہ لوگ لڑکی کو شوٹ
کر دیں گے۔ عنبر انتظار کرنے لگا۔ جب قبر تیار ہو گئی تو
چار فوجی ایک طرف درختوں سے لکڑی کا بڑا تابوت اُٹھا
کر لے آئے۔ لڑکی کو زبردستی اِس خالی تابوت میں لٹا کر
اوپر ڈھکن بند کر کے کیل جڑ دیئے گئے۔ تابوت میں سے
لڑکی کی چیخ و پکار کی دبی دبی آوازیں آ رہی تھیں۔
انہوں نے تابوت کو جلدی سے قبر کے اندر اُتار کر اوپر
مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے قبر تیار ہو گئی۔
فوجی افسر نے ایک میکسی سپاہی سے کہا۔
”تم آج سارا دن ساری رات یہاں پہرہ دو گے۔“
یہ آرڈر دے کر فوجی افسر اپنے سپاہیوں کو لے کر
وہاں سے چل دیا۔ جب وہ درختوں میں غائب ہو گئے تو
عنبر دیوار کی اوٹ سے نکل آیا۔ اس سے پہلے کہ تابوت
میں موجود آکسیجن ختم ہو جائے وہ لڑکی کو جتنی جلدی ہو
سکے قبر سے باہر نکال لینا چاہتا تھا۔ عنبر کا لباس چست
پتلون اور چست جیکٹ تھا۔ اس کے پاس خلائی گن بھی نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ مگر وہ خالی ہاتھ بھی اِس سنتری سے نمٹ سکتا تھا۔ عنبر تیزی سے سنتری کے قریب گیا اور میکسیکی زبان میں بولا۔

"میرے دوست! مجھے اِن درختوں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے سے سونے کی کچھ اینٹیں پڑی ملی ہیں کیا تم میرے ساتھ چل کر پتھر کو پرے ہٹاؤ گے۔ میں آدھی سونے کی اینٹیں تمہیں دے دوں گا۔"

میکسیکی سنتری لالچ میں آ گیا۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر عنبر سے کہنے لگا "اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ چلو میرے آگے آگے چلو۔"

عنبر جلدی سے اس کے آگے چل پڑا۔ وہ دیر نہیں لگانا چاہتا تھا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ تابوت کے اندر کی آکسیجن نوجوان لڑکی کو زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک زندہ رکھ سکے گی۔ وہ درختوں میں ایک بڑے پتھر کے پاس آ کر رک گیا اور بولا۔

"اس پتھر کے نیچے سونے کی اینٹیں ہیں۔ یہ دیکھو۔ یہاں سے جھانک کر دیکھو۔"

میکسیکی سنتری نے جونہی جھک کر جھانکا۔ عنبر نے اسکی

گردن پر ایک بھرپور کراٹے کا ہاتھ مارا۔ یہ ہاتھ نہیں تھا بلکہ ایک بہت بڑا پتھر تھا۔ جو سنتری کی گردن پر زور سے آن گرا تھا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ منہ کے بل گرا اور پھر نہ اُٹھ سکا۔ عنبر اسے وہیں چھوڑ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے جلدی جلدی ہاتھوں سے قبر کی نرم مٹی کو کھودنا شروع کر دیا۔ عنبر کی پوری طاقت کے سامنے وہ قبر کی ڈھیری کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اس نے چند سیکنڈوں میں قبر کی مٹی ہٹا دی۔

درمیان میں سے تابوت نکل آیا۔ عنبر نے جلدی سے اس کا ڈھکنا اکھاڑ ڈالا۔ لمبے سیاہ بالوں والی خوب صورت لڑکی اندر بے ہوش پڑی تھی۔ عنبر نے اس کے پیٹ کو دبا دیا کہ اس کے منہ میں تازہ ہوا داخل کی۔ لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں اور حیرت سے عنبر کو تکنے لگی۔ وہ خوف اور کمزوری سے اس قدر نڈھال تھی کہ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ عنبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ مت۔ میں تمہارا ہمدرد ہوں۔ دوست ہوں۔ تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ اُٹھو ــــ جلدی سے میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔"

یہ سن کر کہ اس کی زندگی بچ گئی ہے۔ لڑکی کے اندر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نئی طاقت پیدا ہو گئی۔ وہ جلدی سے اُٹھ بیٹھی۔ عنبر نے اِسے سہارا دے کر قبر سے باہر نکالا۔ لڑکی بڑی بہادر تھی۔ اس نے باہر آتے ہی لمبے لمبے گہرے سانس لیے اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے یہاں سے فرار ہوتے ہیں۔ کیا تم کسی ایسی جگہ جا سکتی ہو جہاں یہ لوگ ہمیں دوبارہ نہ پکڑ سکیں؟"

لڑکی اپنے لمبے سیاہ بالوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی

"اس پہاڑی کے اوپر ہمارے باغی سردار ڈومیکو کا خفیہ غار ہے۔ میں اس کی دوست ہوں۔ ہم سب باغی ہیں اور اس ملک کے ظالم بادشاہ کو تخت سے ہٹا کر غریب عوام کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔"

"تمہارا نام کیا ہے" عنبر نے چلتے ہوئے پوچھا۔

"سانگی — میرا نام سانگی ہے۔"

نوجوان باغی دوشیزہ سانگی نے عنبر کو ساتھ لیا اور جنگل کے خفیہ راستے سے ہوتی ہوئی پہاڑی غار کی طرف روانہ ہو

گئی۔ عنبر نے راستے میں اِسے پوچھا۔

"آج کون سی تاریخ ہے؟"

سانگی نے اِسے مہینے کی تاریخ بتائی۔ اب عنبر سن پوچھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سانگی یہ نہ سوچے کہ اِس شخص کو سن بھی معلوم نہیں ہے۔ آدمی تاریخ تو بھول جاتا ہے مگر سن کبھی نہیں بھولتا۔ وہ خاموش ہی رہا۔ باغی لڑکی سانگی کو عنبر نے اِسے بچانے کا سارا واقعہ سنا دیا۔ سانگی نے عنبر کی طرف چمکتی ہوئی سیاہ آنکھوں سے دیکھا اور کہا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سردار ڈومینکو بھی تمہارا شکریہ ادا کرے گا۔ اگرچہ وہ بڑا اکھڑ مزاج ہے اور کئی سرکاری افسروں اور سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔"

پھر وہ عنبر سے پوچھنے لگی۔

"تم کون ہو اور یہ تم نے زرد رنگ کا کیسا چست لباس پہن رکھا ہے۔ ہماری بیسویں صدی یعنی ۱۹۱۸ میں تو اِس قسم کا لباس کوئی نہیں پہنتا۔"

عنبر نے کہا۔

"میں ہسپانیہ کا رہنے والا عیسائی سیاح ہوں۔ یہ لباس میں نے خاص طور پر تیار کروایا تھا تاکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دنیا کا سفر کرنے میں آسانی ہو۔"

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ پہاڑی پر چڑھ کر جھا
درختوں اور دلدلوں اور گھنی لمبی لمبی گھاس میں سے گز
ایک پہاڑی موڑ پر پہنچے تو درخت پر سے ایک آدمی کود
ان کے سامنے آگیا۔

"سانگی! تم کہاں چلی گئی تھیں۔ سردار ڈومینکو تمہارے
لیے پریشان تھا۔ یہ کون ہے؟"

اور اس آدمی نے رائفل عنبر کی طرف تان دی۔ سانگی
ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"خبردار۔ اِسے کچھ نہ کہنا۔ اس نے میری جان
بچائی ہے۔ یہ ہمارا ہمدرد ہے۔"

وہ پہرے دار اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اس نے را
دے دیا۔ عنبر سانگی کے ساتھ ساتھ چلتا اِس غار کے دہا
پر پہنچا جہاں چار باغی سپاہی یا باغی ڈاکو رائفلیں اُٹھائے پہ
دے رہے تھے۔ سانگی کو دیکھتے ہی وہ خوشی سے چلائے

"سردار ڈومینکو —— سانگی واپس آگئی ہے۔
اری سانگی۔ تم کہاں غائب ہوگئی تھیں؟"

اتنے میں غار کے اندر سے ایک لمبا تڑنگا مضبوط
جسم اور چوڑے شانوں والا جوان باہر نکلا جس کے بدن

پر چمڑے کی جیکٹ تھی۔ کاندھے سے کارتوسوں کی پیٹی
لٹک رہی تھی۔ ہاتھ میں دو نالی بندوق تھی۔ سیاہ گھنگھریالے
بال سر کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے اور گال پر زخم کا لمبا
نشان تھا۔ اس نے پہلے سانگی کو دیکھا، پھر بندوق کا رخ
عنبر کی طرف کیا اور کرخت آواز میں بولا۔

"یہ کون ہے؟"

سانگی نے مسکرا کر کہا۔

"سردار ڈومینکو! غار میں چلو تمہیں سب کچھ بتاتی
ہوں۔ یہ ہمارا دوست ہے۔ اس نے میری
جان بچائی ہے۔"

غار میں آکر سردار ڈومینکو نے اسی کرخت لہجے میں
سانگی کو حکم دیا کہ وہ بیان کرے کہ کہاں چلی گئی تھی۔ سانگی
نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی بیان کر دی۔
کہ وہ جنگل میں لکڑیاں جمع کرنے جا رہی تھی کہ سرکاری
فوجیوں نے اِسے پکڑ لیا اور اِسے پہچان بھی لیا۔

"وہ میرا منہ بند کر کے مجھے نیچے وادی کے
ایک غار میں لے گئے انہوں نے مجھ پر بڑا تشدد
کیا کہ میں کسی طرح انہیں اپنے خفیہ غار کا سراغ
بتا دوں مگر میں نے زبان بند رکھی۔ جب سرکاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی عاجز آگئے تو انہوں نے مجھے ایک تابوت میں زندہ بند کر کے قبر میں دفن کر دیا۔ میں مرگئی ہوتی اگر یہ نوجوان دیوار کی اوٹ سے یہ منظر نہ دیکھ رہا ہوتا۔ جب فوجی چلے گئے اور صرف ایک سنتری پہرہ دیتا رہ گیا تو اس نے اسے ہلاک کر کے مجھے قبر سے باہر نکال لیا اور اب میں زندہ تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔"

باغی سردار ڈومینکو نے بندوق کی نالی عنبر کے سر کی طرف کر دی اور گرجا۔

"یہ سرکاری فوجوں کی چال بھی ہو سکتی ہے۔ یہ آدمی سرکاری جاسوس ہے اور تمہیں قبر سے نکال کر ہمارے خفیہ ٹھکانے کا پتہ لگاتے آیا ہے۔"

باغی سردار ایک ذہین باغی تھا۔ اس نے ٹھیک سوچا تھا۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن عنبر ایسا نہیں تھا۔ عنبر سرکاری جاسوس نہیں تھا۔ یہی بات عنبر نے سردار ڈومینکو کے آگے دہرائی۔ مگر اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس کو غار کی کوٹھری میں بند کر دو۔ خبردار

یہ اس غار سے ہرگز باہر قدم نہ رکھنے پائے۔"

باغی سردار ڈومینکو نے جو کچھ کیا تھا بالکل ٹھیک کیا تھا۔ اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کی جگہ یہ کام کوئی سرکاری جاسوس بھی کر سکتا تھا۔ عنبر کے بارے میں اگرچہ سانگی نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ ایک ہسپانوی سیاح ہے مگر اس نے عنبر پر یقین نہیں کیا تھا۔

عنبر کو غار کے اندر پیچھے بنی ہوئی ایک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا۔ اس کے ہاتھ وغیرہ نہیں باندھے گئے تھے۔ اسے کھانے پینے کو بھی دیا گیا تھا۔ بس نظر بند کر دیا گیا تھا کہ اگر وہ سرکاری جاسوس ہے تو وہ وہاں سے باہر جا کر حکومت کو باغیوں کے خفیہ اڈے کا پتہ نہ بتا سکے۔ کوئی ایک گھنٹے بعد باغی دوشیزہ سانگی اس کے پاس آئی۔ کہنے لگی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا کہ میرا نام عنبر ہے۔ وہ بولی۔

"عنبر! مجھے افسوس ہے کہ سردار نے تمہیں یہاں نظر بند کیا۔ لیکن تم خود محسوس کرتے ہو گے کہ اسے تم پر شک کرنا ہی چاہیئے تھا۔ ہاں جب تم نے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کر دیا تو تمہاری نظربندی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ختم کر دی جائے گی۔"
عنبر نے کہا۔
"میں اپنی بے گناہی کیسے ثابت کر سکتا ہوں؟ میں
تو اس کوٹھری میں بند ہوں۔"
سانگی کچھ سوچ کر بولی:
"اس کے بارے میں سوچوں گی۔ اس وقت تم خاموش ہی رہو۔ بہر حال میں تمہارا یہاں ہر طرح سے خیال رکھوں گی۔ تم نے میری زندگی بچائی ہے۔ مجھ پر تمہارا یہ بہت بڑا احسان ہے۔"
یہ کہہ کر سانگی چلی گئی۔
سارا دن عنبر کوٹھری میں بند رہتا۔ شام کو دو باغی جنہوں نے رائفلیں تان رکھی ہوتی تھیں اس کے ہاتھوں میں رسی باندھ کر باہر ٹہلوانے کے لیے لے جاتے اور دوبارہ کوٹھری میں لا کر بند کر دیتے۔ وہ بھی اپنی طرف سے کوئی عذر پیش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عنبر کو دنیا میں آ کر کسی نہ کسی جگہ تو رہنا ہی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ۱۹۱۸ عیسوی کا زمانہ ہے۔ گویا ہماری دنیا ایک بار ایٹمی جنگ ہونے کے بعد واپس ۱۹۱۸ عیسوی کے زمانے میں چلی گئی تھی۔ اور پھر وہی زمانہ شروع ہو گیا تھا۔

اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ یہ ۱۹۱۸ عیسوی کا زمانہ ایک بار گزر جانے کے بعد دوبارہ کیسے شروع ہو گیا؟
عنبر کو کوٹھری میں نظر بند ہوئے تین دن گزر گئے۔
چوتھے روز اُس نے محسوس کیا کہ غار میں ہر کوئی باغی جوان گھبرایا گھبرایا سا پھر رہا ہے۔ وہ سخت پریشانی کے عالم میں کبھی غار میں آتے تھے اور کبھی باہر نکل جاتے تھے۔ اتنے میں باغی لڑکی سانگی غار میں آئی۔ وہ بھی پریشان تھی۔ یہ سب لوگ غار میں سے اسلحہ کی پیٹیاں نکال نکال کر باہر لے جا رہے تھے۔ سانگی عنبر کی کوٹھری کے سامنے سے گزری تو اس نے سلاخوں کے قریب آ کر کہا۔
"خفیہ ٹھکانہ بدلا جا رہا ہے سانگی! کیا کسی نے مخبری کر دی ہے؟ اب تو تمہارے سردار ڈومیکو کو یقین آ جانا چاہیئے کہ میں پولیس کا آدمی نہیں ہوں۔"
سانگی نے بڑی اداس آواز میں کہا۔
"ایسی بات نہیں ہے عنبر! بات اصل میں یہ ہے کہ ہمارا سردار ڈومیکو پکڑا گیا ہے۔"
عنبر دھک سے رہ گیا۔
"سردار ڈومیکو پکڑا گیا ہے؟ مگر۔۔۔ کیسے؟"
سانگی نے بتایا کہ رات کے پچھلے پہر بہادر باغی سردار ڈومیکو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاہ میکسیکو کو قتل کرنے کے ارادہ سے اپنے ایک ساتھی
ہمراہ بھیس بدل کر بادشاہ کے محل میں گھس گیا مگر بدقس[متی]
سے اِسے پہچان لیا گیا۔ فوجی اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس[کا]
ساتھی زخمی ہو گیا مگر جان بچا کر بھاگ آیا۔

"ہم یہ جگہ بدل رہے ہیں۔ وہ سردار کو پھانسی پر
چڑھا دیں گے"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا وہ اِسے بہت جلد مار ڈالیں گے؟"

سانگی نے آہ بھر کر کہا۔

"شاید اس میں کچھ وقت لگے۔ ہو سکتا ہے وہ
دو ایک دن سردار ڈومینکو سے ہمارے متعلق پوچھ
گچھ کریں۔ سردار مر جائے گا مگر ہمارا پتہ نہیں بتائے
گا۔ پھر بھی ہمیں یہ ٹھکانہ بدلنا ہی ہو گا"

عنبر نے سانگی سے کہا۔

"سانگی! کیا تم مجھ پر بھروسہ کرتی؟ میرا مطلب تمہیں
یقین ہے نا کہ میں سرکاری آدمی نہیں ہوں بلکہ تمہارا
ہمدرد ہوں؟"

سانگی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر نے بے تابی سے کہا۔

"سانگی! یقین کرو کہ میں تمہارے سردار ڈومینکو کو
سرکاری فوجوں کی قید سے نکال کر لا سکتا ہوں"

وہ حیرانی سے اُس کا منہ تکنے لگی۔ کیونکہ یہ کوئی آسان کام
نہیں تھا۔ ڈومینکو ایک باغی تھا۔ وہ میکسیکو گورنمنٹ کی اسلحہ سے
لیس فوج کے قبضے میں تھا۔ پھر بھلا کسی انسان کے لیے یہ کیسے
ممکن تھا کہ وہ اکیلا شاہی محل کی چھاؤنی میں گھس کر باغی لیڈر
کو چھڑا کر لے آئے۔ وہ بولی۔

"تم شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہو"

عنبر نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"سانگی میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں جو کچھ کہہ رہا
ہوں اس میں ذرا سا بھی جھوٹ نہیں ہے۔ تم
مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دو میں
تمہارے بہادر لیڈر ڈومینکو کو شاہی فوجوں کی
حراست سے نکال کر لے آؤں گا"

سانگی کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ چنانچہ فیصلہ کن
انداز میں کہنے لگی۔

"مجھے افسوس ہے عنبر۔ میں تمہیں یہاں سے جانے
کی اجازت نہیں دے سکتی"

یہ کہہ کر وہ دوسرے باغی جوانوں کے ساتھ اسلحہ کی
پیٹی اٹھائے غار سے باہر نکل گئی۔ کوٹھڑی کے باہر جو

باغی جوان پہرہ دیتا تھا وہ بھی دوسرے جوانوں کے ساتھ مل کر گولہ بارود کے بکسے باہر نکال رہا تھا۔ وہ بارا باغی لڑکی ساگی عنبر کے قریب سے گزری تو اس نے غصّے سے عنبر کی طرف دیکھا اور ڈانٹ کر بولی۔

"یہ تم پوچھنے والے کون ہو؟ اپنی زبان بند رکھو، ہم پریشان ہیں۔"

عنبر نے طے کر لیا کہ اُسے وہاں سے فرار ہونے کے لیے دوسری ترکیب استعمال کرنی ہو گی۔ یہ لوگ غریبوں کے ہمدرد تھے۔ مزدوروں اور غریب مظلوم کسانوں کی آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ کیونکہ سرکاری فوجیں اِن غریبوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھیں۔ جب کسانوں کی فصل تیار ہو جاتی تو یہ سرکاری فوجی گھوڑے دوڑاتے آتے اور ان کی ساری فصل اٹھا کر لے جاتے اور کسانوں کو صرف اتنا ہی دیتے کہ جس سے وہ بڑی مشکل سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکتے تھے۔ باغی لیڈر ڈومیکو ایک بہادر، جانباز اور مخلص لیڈر تھا۔ اس نے اپنے وطن میکسیکو کو بادشاہ کے ظلم سے نجات دلانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی۔

اب وہ شاہی فوج کی قید میں تھا اور یقیناً اُسے دو ایک روز میں تھوڑی بہت پوچھ گچھ کے بعد پھانسی پر لٹکا دیا جانے

تھا۔ عنبر کو ڈومیکو اور اس کے جانباز سرفروش باغیوں سے دلی ہمدردی تھی اور وہ اس کی ہر حالت میں جان بچانا چاہتا تھا۔

رات ہوئی تو غار کے باہر اور اندر باغی جوانوں کی آوازیں سنائی نہ دیں۔ حالانکہ ہر روز رات کو اِن کے گانے بجانے اور ایک دوسرے کو مذاق کرنے کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ صرف کوٹھڑی کے باہر پہرے دار رائفل لیے موجود تھا۔ عنبر نے اس سے پوچھا کہ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ اس نے دو تین بار پوچھنے کے بعد غصّے میں صرف اتنا ہی بتایا کہ سب لوگ نئے ٹھکانے پر چلے گئے ہیں۔ کل تمہیں بھی وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ عنبر کے لیے یہ بڑا سنہری موقع تھا۔

اگرچہ پہرے دار جوان کے پاس رائفل تھی مگر اس کی گولی عنبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ جب رات ذرا گہری ہو گئی اور عنبر نے دیکھا کہ پہرے دار دیوار کے ساتھ سٹول پر بیٹھا اونگھنے لگا ہے تو اس نے سلاخوں میں سے ہاتھ باہر نکال کر زنجیر کے ساتھ لگے تالے کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر دوسرے ہاتھ سے اِسے زور سے ایک طرف جھٹکا دیا۔ تالا کھُل گیا لیکن اس کے ساتھ ہی پہرے دار جوان کی آنکھ بھی کھُل گئی۔ اس نے لالٹین کی روشنی میں عنبر کو تالے کی زنجیر کھولتے دیکھا تو رائفل اس کی طرف تان کر فائر کر دیا۔ گولی عنبر کے کاندھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر والے حصّے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ مگر پہرے دار اس کو نہ دیکھ سکا۔ وہ دوسرا فائر جھونکنے ہی والا تھا کہ عنبر نے باہر نکل کر اِسے قابو میں کر لیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ زمین پر بے ہوش پڑا تھا اور عنبر غار سے باہر کھڑا دائیں بائیں دیکھ رہا تھا کہ کہیں گروہ کا کوئی دوسرا آدمی تو وہاں نہیں ہے؟

○

پُراسرار پادری

غار کے باہر اندھیری رات کا سنّاٹا تھا۔

معلوم ہوا کہ باقی سارے باغی کسی دوسرے خفیہ ٹھکانے میں جا چکے ہیں۔ یہ عنبر کے لیے اچھی بات تھی۔ اس کا راستہ صاف تھا۔ باہر درخت کے نیچے اِس پہرے دار کا گھوڑا کھڑا تھا جس کو اس نے بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا اور اُسے قدم قدم چلاتا وادی سے نکلنے لگا گھوڑے کو شاید سارے راستے کا پتہ تھا۔ کھُلی جگہ پر آتے ہی وہ اپنے آپ دُلکی چال چلنے لگا اور وہ اُسے پہاڑی کے خفیہ راستے سے نکال کر نیچے وادی میں لے آیا۔ ہر طرف گھُپ اندھیرا اور موت ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن عنبر کو اس اندھیرے میں نظر آرہا تھا آگے ایک کھلا میدان آگیا جس کے درمیان میں سے ایک کچی سڑک دُور تک چلی گئی تھی۔

عنبر کو یقین تھا کہ یہی سڑک شہر کو جاتی ہے۔ اس نے اس سڑک پر گھوڑا ڈال دیا۔ راستے میں عنبر کو سامنے کی طرف سے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گھوڑا گاڑی آتی ملی جس میں کچھ فوجی سوار تھے۔ ان کے
ساتھ پھولے ہوئے فراک والی دو خواتین بھی تھیں۔ گھوڑا
گاڑی تیزی سے قریب سے گزر گئی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا
کہ عنبر شہر ہی کی طرف جا رہا ہے۔

کچھ دیر بعد دُور میدان میں روشنیاں نظر آنے لگیں۔ یہ
میکسیکو کے دارالحکومت میکسیکو سٹی کی عمارتوں کی روشنیاں
تھیں۔ اِس زمانے میں بھی یہاں عمارتوں میں کافی روشنیاں
نظر آرہی تھیں۔ ان کی ایک جانب جو شاید شہر کی فصیل تھی چار
میناروں والی ایک عمارت کافی بلند تھی۔ اِن چاروں میناروں
پر روشنی ہو رہی تھی۔ ضرور یہی شاہی محل تھا۔ عنبر کی سمجھ میں
ابھی تک یہ بات نہیں آرہی تھی کہ وہ شاہی محل کی فوجی چھاؤنی
میں کسی طرح داخل ہوگا۔ سانگی نے اسے باغی لیڈر ڈومینگو
کے بھاگ کر آتے ہوئے ساتھی کے حوالے سے صرف اتنا
ہی بتایا تھا کہ باغی لیڈر کو شاہی محل کی فوجی چھاؤنی میں کسی
تہہ خانے میں قید رکھا ہوا ہے۔

پو پھٹ رہی تھی کہ عنبر کا گھوڑا شہر میں داخل ہو گیا۔
۱۹۱۸ عیسوی کا زمانہ تھا۔ موٹر کاریں ابھی اتنی ماڈرن اور
اتنی زیادہ نہیں ہوئی تھیں۔ ابھی تک اُسے کوئی پرانی وضع کی
موٹر کار بھی نظر نہیں آئی تھی۔ شہر کی سڑکوں پر بھی گیس کے لیمپ
روشن تھے۔ سڑکیں پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ شہر کے
چاروں طرف ایک فصیل تھی مگر اس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔
اور یہ فصیل بھی کئی جگہوں سے گرا کر وہاں اونچی عمارتیں بنا دی
گئی تھیں۔

شہر کے چاروں طرف ایک وسیع باغ تھا جس میں درخت
خاموش کھڑے تھے۔ اس باغ میں داخل ہو کر عنبر نے گھوڑے
کو ایک پتھر کے بُت کے پاس باندھ دیا اور صبح ہونے کا انتظار
کرنے لگا۔ جب دن نکل آیا اور سورج کی روشنی شہر کی عمارتوں
اور مکانوں اور دو ایک کارخانوں کی اونچی چمنیوں پر پڑنے
لگی تو عنبر باغ سے نکل کر اس دروازے میں سے شہر کے اندر
داخل ہو گیا۔ جس کے عقب میں دیوار کے پہلو میں شاہی محل کے
مینارے اب اُسے بالکل صاف دکھائی دے رہے۔ محل کا رنگ
بالکل سفید تھا اور پہلی منزل تک پام اور کھجور کے درختوں
کے جُھنڈ کہیں کہیں نظر آ رہے تھے۔ محل کی چھت پر سرکاری
جھنڈا صبح کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔

عنبر نے بازار میں ایک چائے خانہ کھلا دیکھا تو اس میں
داخل ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ شاہی محل کی چھاؤنی میں شہر
ہی سے کھانے پینے کی چیزوں کی سپلائی جاتی ہے۔ وہ یہ
معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ سپلائی جس دکان سے جاتی ہے وہ

۵۲

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہاں ہے۔ اس کا پروگرام اِن بھیڑوں کے ساتھ کسی گاڑی میں بیٹھ کر قلعے میں داخل ہونے کا تھا۔

چائے خانے میں کچھ لوگ بیٹھے چائے قہوہ وغیرہ پی رہے تھے۔ عنبر جس میز کے قریب جاکر بیٹھا وہاں دو میکسیکی آدمی بڑے بڑے ہیٹ سر پر جمائے سر جھکائے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اگرچہ وہ دھیمی آواز میں بول رہے تھے لیکن عنبر تک اِن کی آواز بخوبی پہنچ رہی تھی۔ ایک کہہ رہا تھا

"یہاں انقلاب آکر رہے گا۔ شاہی فوجیں انقلاب کا راستہ نہیں روک سکتیں۔"

دوسرے نے آہ بھری اور بولا۔

"لیکن ہمارا لیڈر تو پھانسی چڑھ رہا ہے۔"

پہلا کہنے لگا۔

"ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ لیڈر مرجاتے ہیں مگر ان کی قربانی ضائع نہیں جاتی۔"

عنبر چونکا — یہ لوگ یقیناً باغی لیڈر ڈومینکو کی باتیں کر رہے تھے۔ تو کیا اِسے پھانسی دی جا رہی ہے؟ عنبر نے اِن لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا۔

"میرے دوستو! میں ایک انقلابی مزدور ہوں۔ میں آج ہی اس شہر میں داخل ہوا ہوں۔ کیا ہمارے لیڈر

ڈومینکو کو پھانسی چڑھایا جا رہا ہے؟"

میکسیکی نے تھوک کر نفرت سے کہا۔

"وہ ہم سب کو باری باری مار ڈالیں۔ مگر انقلاب آکر رہے گا۔"

ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ڈومینکو کو شاہی چھاؤنی میں آج آدھی رات کو پھانسی دی جا رہی ہے۔ اگرچہ اس بات کو راز میں رکھا گیا تھا۔ مگر شاہی قلعے اور چھاؤنی میں بھی انقلاب کے ہمدرد موجود تھے۔ انہوں نے اِس خبر کو شہر میں پہنچا دیا تھا۔ لوگ مجبور و بے بس تھے۔ وہ صرف اپنی زبان میں چہ میگوئیاں ہی کر سکتے تھے۔ وہ قلعے اور شاہی محل پر حملہ کر کے اپنے پسندیدہ لیڈر کو موت کے پھندے سے نہیں چھڑا سکتے تھے۔

عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے پاس بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ وہ اِن دونوں میکسیکی آدمیوں سے پوچھنے لگا کہ پھانسی کون دے گا؟ کہاں دی جائے گی وغیرہ وغیرہ — ایک میکسیکی نے نفرت سے کہا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے کہ کہاں دی جائے گی پھانسی؟ وہ لوگ ہمارے لیڈر کو مار رہے ہیں۔ آج رات پادری اس کے گناہوں کا اعتراف سننے جائیگا اور پھر اس کو پھانسی پر کھینچ دیا جائے گا۔ میرا بس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلے تو میں محل کو آگ لگا دوں "

دوسرا میکسیکی ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔

" ہم میں اتفاق نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے شاہی فوج ایک ایک کر کے ہم سب کو ختم کر دے گی "

اچانک عنبر کے ذہن میں ایک ترکیب بجلی کی طرح چمک اُٹھی۔ اُس نے پوچھا کہ پادری کس گرجے سے کس وقت باغی لیڈر کے پاس جائے گا؟ ان کی زبانی پتہ چلا کہ شاہی محل کی دیوار سے تھوڑی دور سینٹ میریانہ کا ایک پرانا کیتھولک گرجا ہے۔ اسی گرجے کا بڑا پادری پھانسی والوں کو آخری وقت بائبل پڑھ کر سنانے جایا کرتا ہے۔ آج رات بھی یہی پادری باغی لیڈر ڈومینکو کو مرنے سے پہلے بائبل پڑھ کر سنانے جا رہا تھا۔

عنبر کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی تھی۔

وہ وہاں سے سیدھا سینٹ مریانہ کے گرجا گھر کی طرف چل پڑا۔ یہ گرجا بڑا خوب صورت بنا ہوا تھا۔ چونکہ اتوار کا دن نہیں تھا۔ اس لیے وہاں عبادت کرنے والے موجود نہیں تھے۔ عنبر گرجا گھر کے ہال کمرے میں جا کر عبادت گاہ کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر عبادت کرنے لگا۔ مگر چوری چوری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ کچھ دیر بعد ایک دُبلا پتلا سا پادری آگیا اور پوچھنے

لگا کہ تم کون ہو۔

" تم مجھے مسافر لگتے ہو۔ اس سے پہلے میں نے تمہیں اس گرجا گھر میں کبھی نہیں دیکھا "

عنبر نے بڑی عقیدت اور عاجزی سے کہا۔

" مقدّس باپ میں پردیسی ہوں۔ سپین کا ایک غریب سیاح ہوں۔ اِس ملک کی سیر کو آیا ہوں "

پادری نے عنبر کو دعا دی اور دوسری طرف چلا گیا۔

عنبر نے پادری کی کوٹھڑی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ وقت کاٹنے کے لیے گرجا سا چلا آیا اور شہر کی سڑکوں پر پھرتا رہا۔ جب رات ہو گئی اور عمارتوں کی روشنیاں جل اُٹھیں تو عنبر دوبارہ گرجے میں آگیا۔ عبادت گاہ پر موم بتیاں روشن تھیں۔ پادری شام کی عبادت کروا رہا تھا۔ کچھ لوگ ہال کمرے میں خاموش بیٹھے عبادت میں مصروف تھے۔ عنبر بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

آدھا گھنٹہ عبادت ہوتی رہی۔ عبادت ختم ہوئی تو لوگ باہر نکلنے لگے۔ عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ جب ہال خالی ہو گیا تو پادری بھی اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ عنبر کچھ وقت ڈال کر اس کی کوٹھڑی کی طرف چلا۔ دروازے پر دستک دی تو اندر سے پادری کی آواز آئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اندر آجاؤ بیٹا۔ دروازہ کھلا ہے۔"

عنبر اندر داخل ہوگیا۔ پادری کرسی پر بیٹھا میز پر رکھے ایک کلاک کو ٹھیک کر رہا تھا۔ عنبر کو دیکھ کر بولا۔

"تم چائے پیو گے؟"

عنبر نے کہا۔

"جی ہاں۔ شکریہ۔"

عنبر زیادہ سے زیادہ وقت اس کے پاس گزارنا چاہتا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر نے اس سے پوچھا کہ وہ آج رات کسی پھانسی پانے والے کو بائبل کی آیات سنانے جا رہا ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں —— یہ بڑی دردناک بات ہے مگر کیا کروں۔ مرنے والے کی روح کو سکون پہنچانے کے لیے یہ فرض ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ رات ایک بجے فوجی گاڑی اسے لینے آئے گی۔ عنبر سب کچھ سنتا رہا اور دماغ میں اسکیم بھی تیار کرتا چلا گیا۔

رات کے کوئی دس بجے وہ پادری سے اجازت لے کر وہاں سے اُٹھ آیا۔ بارہ بجے رات تک وہ گرجے کی پچھلی دیوار کی جھاڑیوں میں سے نکل کر پادری کی کوٹھری کی طرف بڑھا۔ پادری کی کوٹھری بند تھی۔ اندر موم بتی روشن تھی۔ پادری شاید جاگ رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔

"کیا فوجی گاڑی آگئی ہے؟"

عنبر نے کہا۔

"جی ہاں ——"

پادری کے قدموں کی آواز آئی۔ عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ پادری نے دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ عنبر نے پادری کے سر کی پچھلی طرف ہتھیلی کی ضرب لگائی۔ یہ ضرب اس نے اتنی زور سے نہیں لگائی تھی۔ بس اتنی ہی طاقت خرچ کی تھی کہ پادری بے ہوش ہو جائے۔ پادری چوٹ لگتے ہی آگے کو گرا اور بے ہوش ہوگیا۔

عنبر کو اس کا سخت افسوس ہوا کہ اس نے ایک نیک اور شریف پادری کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ مگر وہ مجبور تھا۔ اگر اِسے بے ہوش نہ کرتا تو وہ اس باغی لیڈر کو بادشاہ کی طرف سے دی جانے والی موت کی سزا سے نہیں بچا سکتا تھا جو غریب مزدوروں کسانوں اور دکھی لوگوں کا ہمدرد تھا اور غریب لوگوں کی خوشحالی کے لیے اپنی جان قربان کرنے والا تھا۔ لاکھوں کروڑوں غریبوں کی مدد کرنے والے انسان کی جان بچانے کے لیے پادری صاحب کو اتنی تکلیف دینا بہت ضروری ہوگیا تھا۔

پادری کو اُٹھا کر عنبر جلدی سے کوٹھری میں لے گیا سب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ے پہلا کام یہ کیا کہ اس کے کپڑے خود پہن لیے. پھر اس کے ہاتھ پیچھے باندھے. اس کے منہ پر کپڑا باندھا. اسے چارپائی پر ڈال دیا. کونے میں اس کا لمبا سیاہ لبادہ لٹکا ہوا تھا. عنبر نے اِسے پہن کر سر کے اوپر کالا ھڈ بھی آگے کو کر لیا. اب اندھیرے میں عنبر کی شکل پوری دکھائی نہیں دیتی تھی. کمر کے گرد پٹکا باندھ کر اس نے سنہری صلیب والی صلیب لٹکا ی اور ہاتھ میں بائبل پکڑ کر کوٹھڑی میں کوئی ہتھیار تلاش کرنے لگا.

پادری کی کوٹھڑی میں اُسے کسی قسم کا کوئی ہتھیار، کوئی چاقو بھی نہ مل سکا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ کر فوجی گاڑی کے آنے کا انتظار کرنے لگا. کوٹھڑی میں ایک گھڑی دیوار سے گی تھی. اس گھڑی نے جب رات کا ایک بجایا تو عنبر کو گرجا گھر کے ہال کمرے میں کچھ فوجی بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں. فوجی قدموں کی بھاری بھرکم آواز کوٹھڑی کے باہر آ کر رُک گئی.

کسی نے فوجی لہجے میں پکار کر کہا.

"مقدّس باپ — اگر آپ تیار ہیں تو چلیئے. ہم آپ کو لینے آئے ہیں"

عنبر نے بے ہوش اور اصلی پادری کے اوپر چادر ڈال

نیا مکتبہ اقراء

ٹارزن

جمّی بندر اور ھیوا ہاتھی کے معرکے

مقصود ایاز قیمت ۶/-

- ٹارزن اور آدم خور شیلاکو ″ ″
- ٹارزن اور سیاہ سایہ ″ ″
- ٹارزن اور بلیک ڈیول ″ ″
- ٹارزن جادُو نگری میں ″ ″
- ٹارزن اور بھوت شہزادی ″ ″
- ٹارزن اور موت کا سفر ″ ″
- ٹارزن اور موت کے ھرکارے ″ ″
- ٹارزن اور دُھوں کا شہر ″ ″
- جہنّم کی مخلوق اور ٹارزن ″ ″
- جادُو کا مجسّمہ اور ٹارزن ″ ″
- قبر کا جن اور ٹارزن ″ ″
- ٹارزن پنجرے میں ″ ″
- ٹارزن اور کُبڑی بلا ″ ″
- ٹارزن اور بن مانس قوم ″ ″
- ٹارزن اور ایریشین اقرابوس ″ ″
- ٹارزن اور خونی بھیڑیا ″ ″
- ٹارزن اور شیطان کے چیلے ″ ″
- مہاناگ دیوتا اور ٹارزن ″ ″

نیا مکتبہ اقراء - ۱۴۲/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دی تھی۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر آیا۔ کوٹھڑی کا دروازہ فوراً بند کر کے تالا لگایا اور سینے پر صلیب کا نشان بنا کر اپنے سر کے ہُڈ یعنی کالے کپڑے کی ٹوپی کو آگے کرتے ہوئے بولا۔

"مقدس باپ سب کی حفاظت کرے۔ چلو میرے بچو۔ میں تیار ہوں"

یہ دو میکسیکی فوج کے سپاہی تھے اور گرجا میں داخل ہونے سے پہلے اپنے ہتھیار باہر گاڑی میں ہی چھوڑ آئے تھے۔ انہوں نے پادری کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ عنبر ہی کو اصلی پادری سمجھ کر ساتھ لے باہر آ گئے۔

گرجا گھر کے صحن میں دو گھوڑوں والی ایک بند گاڑی کھڑی تھی۔ گاڑی کی اونچی گدی پر ایک میکسیکی سپاہی رائفل لگائے گھوڑوں کی باگیں تھامے تیار بیٹھا تھا۔ گاڑی کے پہیوں کے اوپر تیل کے لیمپ روشن تھے۔

عنبر کو بڑے ادب اور عقیدت سے گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ وہ لکڑی کے دانوں والی تسبیح پھیر رہا تھا۔ عنبر کی جیب میں بائبل تھی اور کمر کے ساتھ صلیب لٹک رہی تھی۔

گاڑی کھڑ کھڑاتی شور مچاتی آدھی رات کی تاریکی اور سناٹے میں شاہی محل کی چھاؤنی کی طرف دوڑنے لگی۔ کتنی ہی سڑکوں

اور اونچے نیچے راستوں سے گزر کر گاڑی ایک ڈیوڑھی میں داخل ہو گی جس کا فرش پتھروں کا تھا۔ یہاں گاڑی کھڑی ہو گی۔

چار سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔ عنبر اُترا تو وہ بڑے ادب سے اُسے ایک دروازے کی طرف لے گئے۔ یہاں بھی ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ یہ جیل کے چیف وارڈن کا دفتر تھا۔ پادری کے آنے کا سُن کر وہ جلدی سے دفتر سے باہر نکل آیا۔ اس نے وارڈن کی وردی پہن رکھی تھی۔ سر پہ چوڑا ہیٹ تھا اور کمر کے ساتھ پستول لگا تھا۔ اس نے عنبر کو بڑے ادب سے سلام کیا اور پھر اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر بولا۔

"فادر۔ براہ مہربانی میرے ساتھ چلیں"

عنبر کو ساتھ لے کر وہ کئی ایک برآمدوں میں سے گزر کر ایک کھلی جگہ پر آ گیا۔ یہاں چاروں طرف اونچی دیوار تھی۔ آگے ایک لوہے کا زینہ نیچے جاتا تھا۔ عنبر نے اس جگہ کو اچھی طرح سے اپنے ذہن میں بٹھا لیا کیونکہ اسی جگہ سے اِسے باغی لیڈر ڈومنیکو کو نکال کر لے جانا تھا۔ اس نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی کہ یہاں جگہ جگہ فوج کے جوان اندھیرے کونوں میں رائفلیں لیے پہرہ دے رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔

نیچے تہہ خانے میں چیف وارڈن کو دیکھتے ہی پہریدار سنتری نے لوہے کا دروازہ کھول دیا۔ چیف وارڈن بولا۔

"فادر! باغی لیڈر بڑا خطرناک آدمی ہے۔ ہم آپ کو اتنی اجازت نہیں دے سکتے کہ آپ اس کی کوٹھڑی میں جا کر اس کو دعا پڑھائیں۔ آپ باہر کھڑے رہ کر یہ فرض ادا کریں گے"

عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔ خداوند اس کی روح کو معاف کرے"

چیف وارڈن تہہ خانے کے برآمدے کا موڑ گھوما تو سامنے کونے میں ایک کوٹھڑی عنبر کو نظر آئی جس کا سلاخوں والا دروازہ تھا۔ عنبر پادری کے لباس میں آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ باغی لیڈر ڈومینگو کوٹھڑی میں کمبل پر خاموش بیٹھا تھا۔ ایک لالٹین اس کے قریب جل رہی تھی جس کی بتی کافی نیچی تھی۔

عنبر نے دیکھا کہ یہاں کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ رائفل والا سنتری صرف تہہ خانے کے موڑ پر ہی تھا۔ سلاخوں کے پاس جا کر چیف وارڈن نے کرخت آواز میں ڈومینگو سے کہا۔

"اٹھو۔ تیار ہو جاؤ مرنے کے لیے۔ پادری صاحب تمہارے گناہ بخشوانے آئے ہیں"

باغی لیڈر نے آہستہ سے اپنا چہرہ اٹھا کر کہا۔

"مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ چلے جاؤ"

عنبر نے آہستہ سے بڑی نرم آواز میں کہا۔

"بیٹا! یہ تمہارا آخری وقت ہے۔ خداوند سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ تاکہ تمہاری روح سیدھی بہشت میں جائے"

ڈومینگو نے کوئی جواب نہ دیا۔ عنبر اب ایکشن کے لیے بالکل تیار تھا۔ کیونکہ یہی موقع تھا۔ اس کے بعد اسے کوئی موقع نہیں مل سکتا تھا۔ چیف وارڈن اس کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وارڈن ذرا آگے کو ہو جائے۔ چنانچہ عنبر نے چیف وارڈن سے کہا۔

"بیٹا تم آگے ہو کر اسے کہو کہ میرے پاس آئے۔"

چیف وارڈن ذرا آگے سلاخوں کے پاس ہو گیا اور بولا۔

"مرنے سے پہلے گناہ بخشوا لو کم بخت"

عنبر آہستہ سے چیف وارڈن کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے ایک نظر برآمدے میں ڈالی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے سے ایک بھرپور مُکا چیف وارڈن کی گردن پر مارا۔ عنبر کے طاقتور مُکے میں ہاتھی کے سونڈ سے بھی زیادہ طاقت تھی۔ چیف وارڈن کی گردن کی ہڈی کٹک سے ٹوٹ گئی۔ وہ نیچے گرا۔ یہ منظر دیکھ کر باغی لیڈر ڈومیکو حیران ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

عنبر نے اپنے چہرے کے آگے سے سیاہ پادریوں کی ٹوپی والا چھجہ اوپر اُٹھایا اور بولا۔

"ڈومیکو! اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہوگا کہ میں پولیس کا جاسوس نہیں ہوں؟"

ڈومیکو نے عنبر کو پادری کے لباس میں پہچان لیا تھا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عنبر نے اِسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے چیف وارڈن کی کمر سے لگے چابیوں کے چھلے کو توڑ ڈالا۔ چابی نکال کر تالا کھول کر چیف وارڈن کی لاش کو کوٹھڑی میں گھسیٹ لیا۔ اور باغی لیڈر ڈومیکو سے کہا۔

"جلدی سے اپنے کپڑے اتار دو"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے بڑی جلدی جلدی چیف وارڈن کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ اتنی دیر میں باغی لیڈر ڈومیکو بھی اپنے قیدیوں والے کپڑے اتار چکا تھا۔

"چیف وارڈن کے کپڑے پہن لو۔ جلدی کرو"

باغی لیڈر ڈومیکو نے جلدی جلدی چیف وارڈن کی وردی پہن کر اپنے سر پہ ہیٹ رکھ کر اس کا چھجہ اپنے چہرے کے آگے کرلیا۔

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"

عنبر یہ کہہ کر ڈومیکو کو چیف وارڈن کی وردی میں کوٹھڑی سے باہر نکال لایا۔

"خبردار! ذرا بھی نہ ہچکچانا۔ کھانس کر بات کرنا۔ تم اس وقت چیف وارڈن ہو"

ڈومیکو نے آہستہ سے کہا۔

"او کے عنبر!"

باغی لیڈر ڈومیکو بڑا ہوشیار اور بہادر آدمی تھا۔ اور اس قسم کے بھیس بدل کر وہ کئی بار معرکے مار چکا تھا۔ عنبر نے ہاتھ میں بائبل تھام رکھی تھی۔ دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ چیف وارڈن یعنی باغی لیڈر ڈومیکو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ برآمدے کا موڑ گھومے تو سامنے رائفل والا پہرے دار سنتری کھڑا تھا۔ اس نے چیف وارڈن کو دیکھا تو اٹین شن ہو گیا۔ اس نے ڈومیکو کو نہیں پہچانا تھا۔

ڈومیکو نے اشارے سے اس کے سلیوٹ کا جواب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا اور عنبر پادری کے ساتھ ساتھ زینہ چڑھ کر اوپر والی کھلی جگہ پر آگیا۔ یہاں بھی اندھیرے میں جگہ جگہ فوجی جوان رائفلیں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ نیچے سے پادری کے ساتھ چیف وارڈن اوپر آ رہا ہے۔

وہ ان دونوں کو پہلے بھی نیچے جاتے دیکھ چکے تھے وہاں ہلکا ہلکا اندھیرا بھی تھا۔ انہیں ذرا بھی شک نہ ہوا۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے رہے۔ عنبر پادری کے بھیس میں باغی لیڈر ڈومینکو کو چیف وارڈن کی وردی میں کھلی جگہ سے لے کر چھاؤنی کو ڈیوڑھی میں آگیا۔ یہاں چار فوجی وارڈن کے دفتر کے باہر کھڑے تھے۔

عنبر پادری نے آہستہ سے ڈومینکو سے کہا۔

"تم اس وقت چیف وارڈن ہو۔ ان سپاہیوں کو اشارے سے حکم دو کہ پہرے پر سے چلے جائیں۔"

ڈومینکو نے ایسا ہی کیا۔ اشارے سے ان سپاہیوں سے کہا کہ وہ دفتر کے آگے سے ہٹ جائیں۔ سپاہیوں نے اپنے چیف وارڈن کے اشارے پر فوراً عمل کیا اور پرے ہٹ گئے۔ اب باغی لیڈر نے بھی اداکاری کرتے ہوئے عنبر کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں شروع کر دیں اور اسے لے کر ڈیوڑھی کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ یہ تاثر دینا چاہتا تھا

کہ پادری کو باہر تک چھوڑنے جا رہا ہے۔

چیف وارڈن کو اپنی طرف آتا دیکھ کر گیٹ پر کھڑے سنتریوں نے دروازہ کھول دیا۔ ڈومینکو نے اپنا ہیٹ آگے کو جھکا رکھا تھا۔ تاکہ نیم روشنی میں اسے کوئی سپاہی پہچان نہ لے۔ وہ عنبر کو لے کر ڈیوڑھی سے باہر آگیا۔ باہر گھوڑا گاڑی پادری کو لے جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ چیف وارڈن نے گھوڑا گاڑی کے کوچوان سے کہا۔

"تم جاؤ۔ میں پادری صاحب کو لے جاؤں گا۔"

بھلا کس کی جرات تھی کہ چیف وارڈن کے حکم سے انکار کرتا۔ کوچوان اسی وقت گھوڑا گاڑی سے اتر گیا۔

عنبر گھوڑا گاڑی کے اندر بیٹھا تھا۔ باغی لیڈر ڈومینکو چیف وارڈن کی وردی میں گاڑی کی گدی پر بیٹھ گیا۔ اس نے گھوڑوں کو سانٹا مارا۔ گھوڑے ایک دم سے چل پڑے۔ گھوڑا گاڑی ڈھلتی رات کی تاریکی میں بہت جلد فوجی چھاؤنی کے احاطے سے نکل کر شہر کی سڑک پر غائب ہوگئی۔ باغی لیڈر ڈومینکو نے سڑک پر کچھ دور گاڑی بھگانے کے بعد اسے ایک کچی سڑک پر ڈال دیا۔

یہ سڑک دور پہاڑیوں کی طرف جاتی تھی۔

گھوڑے رات کے اندھیرے میں سرپٹ دوڑے جا رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے۔ جب گھوڑا گاڑی پہاڑیوں کے پاس پہنچی تو ڈومینکو نے اسے روک دیا۔ وہ اوپر والی گدی سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور اس نے عنبر سے کہا۔

"یہاں سے ہم گھوڑوں پر آگے جائیں گے"

عنبر نے کہا۔

"تمہارے ساتھیوں نے ٹھکانہ بدل لیا ہے"

ڈومینکو بولا۔

"میں جانتا ہوں دوسرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ میں نے انہیں پہلے ہی بتا رکھا ہے کہ اگر خطرہ ہو تو پہاڑ والا غار چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا"

اس نے دونوں گھوڑوں کو گاڑی سے کھول دیا اور گاڑی کو ایک کھڈ میں گرا دیا۔ گاڑی کھڈ میں گرتے ہی چکنا چور ہو گئی۔ ایک گھوڑے پر ڈومینکو سوار ہو گیا۔ دوسرے گھوڑے پر عنبر بیٹھ گیا اور گھوڑے تیزی سے پہاڑی کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ صبح ہوتے تک وہ کئی ایک پہاڑیوں کی چڑھائیاں چڑھتے اُترتے آخر ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں چاروں طرف پہاڑیوں کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی تھیں اور درمیان میں بڑی بڑی چٹانیں تھیں۔

اچانک چٹانوں کی طرف سے فائر ہوا۔

ڈومینکو نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی۔

"عنبر بھی گھوڑے سے کود پڑا"

"یہ کون ہیں ڈومینکو؟" عنبر نے پوچھا۔

ڈومینکو نے کہا۔

"اپنے ہی آدمی ہیں مجھے سرکاری وردی میں دیکھ کر پہچان نہیں سکے"

ڈومینکو نے میکسیکی زبان میں چلا کر کہا۔

"سانگی! لومبوترو۔ مارلیکو۔ میں ہوں تمہارا سردار ڈومینکو ——!"

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ ڈومینکو کی آواز سنتے ہی چٹانوں کے اندر سے چھ سات باغی جوان رائفلیں ہاتھوں میں لیے ہوئے باہر نکل آئے۔ ان کے ساتھ لڑکی سانگی بھی تھی۔ ڈومینکو نے اپنا بڑا ہیٹ اتار کر پھینک دیا تھا۔ عنبر نے بھی اپنے سر سے پادریوں والا کپڑا پیچھے کو گرا دیا تھا۔ ڈومینکو نے اپنے دونوں بازو پھیلا کر نعرہ لگایا۔

"وہ مجھے قتل نہیں کر سکے۔ ہم جیل توڑ کر نکل آئے ہیں۔ آزادی زندہ باد۔ انقلاب زندہ باد"

اب دوسرے باغی جوان بھی غار میں سے نکل آئے۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سارے ڈومینکو سے لپٹ گئے۔ اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ سانگی بھی بہت خوش تھی۔ وہ عنبر کے پاس آکر بولی۔

"پادری صاحب! تم کہاں فرار ہو گئے تھے؟"

ڈومینکو نے کہا۔

"اگر عنبر — ہمارا ساتھی — پادری کے بھیس میں میرے پاس نہ پہنچتا تو اِس وقت میری لاش چھاؤنی میں پڑی ہوتی"

سب جوان عنبر زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ ڈومینکو نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"ساتھیو! ہمیں شور نہیں مچانا چاہئیے۔ آؤ۔ غار میں چل کر بیٹھتے ہیں"

سب لوگ چٹانوں کے نیچے بنے ہوئے اِس نئے خفیہ غار میں آ گئے۔ یہ غار پہلے والے غار سے کھلا تھا۔ باہر دو باغی جوان پہرے پر کھڑے رہے۔ غار میں ایک کھلی جگہ پر لالٹین روشن تھی۔ یہاں بیٹھ کر باغی لیڈر ڈومینکو نے اپنے ساتھیوں کو عنبر کی بہادری کی ساری داستان سنائی۔ ہر کوئی عنبر کی دلیری پر اِسے داد دینے لگا۔ ڈومینکو بولا۔

"عنبر بھائی! میں نے تم پر سرکاری جاسوس

ہونے کا شک کیا تھا۔ مجھے معاف کر دینا۔ مجھے نہیں — معلوم تھا کہ تم ہمارے اتنے ہمدرد ہو۔ اگر تم پادری کا بھیس بدل کر میری موت کی کوٹھڑی میں نہ آتے تو میں کبھی زندہ نہیں بچ سکتا تھا"

سانگی نے مسکرا کر عنبر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو حیران تھی کہ عنبر یہاں سے کیسے اور کہاں فرار ہو گیا ہے"

عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں کے دل سے میرے بارے میں جو شک تھا وہ دُور ہو گیا"

ڈومینکو نے عنبر کو گلے لگا لیا۔ اس رات باغی لیڈر نے شاہی محل پر حملے کی خطرناک سکیم تیار کی۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی دیوی

اب ہم ماریا ناگ اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ماریا، ناگ، کیٹی اور خلائی انسان تھیوسانگ یہ چاروں ایک خلائی راکٹ میں بیٹھے خلا میں سفر کر رہے تھے۔ ناگ انسانی شکل میں نہیں تھا۔ بلکہ عقاب کی شکل میں تھا۔ وہ سب کچھ سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا مگر بول نہیں سکتا تھا تھیوسانگ اور کیٹی خلائی راکٹ کے کنٹرول پر بیٹھے تھے۔ ماریا ان کے پیچھے بیٹھی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں پینل کے پاس ہی ایک چھوٹی تپائی پر خاموش بیٹھا تھا۔

کیٹی نے اپنے خلائی ساتھی تھیوسانگ کو ڈائیل کی سوئی دکھاتے ہوئے کہا۔

"تھیوسانگ راکٹ نیچے جا رہا ہے"

تھیوسانگ اور ماریا نے سامنے پینل پر لگے ایک چھوٹے ڈائیل کی سوئی کو دیکھا جو نیچے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"راکٹ اپنے آپ نیچے کا رخ کیسے کر سکتا ہے؟" تھیوسانگ نے کہا۔

اس نے مختلف آلات اور سوئچوں کو چیک کیا۔ مگر سوئی کا رخ نیچے ہی کو رہا۔

ماریا کہنے لگی۔

"ہو سکتا ہے کسی سیارے کی کشش ہمیں اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔"

اچانک راکٹ کو ایک جھٹکا لگا۔ یہ جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ تھیوسانگ اپنی سیٹ سے بائیں طرف کو گر گیا۔ کیٹی نے چلا کر کہا۔

"کوئی بلیک ہول خلا میں آگیا ہے۔"

بلیک ہول ایسا سیارہ ہوتا ہے جو بجھا ہوا سورج ہوتا ہے۔ مگر اس میں اتنی زبردست کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ بڑے سے بڑے سیارے کو اپنی طرف کھینچ کر تباہ کر دیتا ہے۔

کیٹی اور تھیوسانگ نے سکرین کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یہ سیارہ کون سا ہے؟ ہو سکتا یہی ہمیں اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔"

وہ متعجب اس سیاہ نقطے کی طرف دیکھنے لگے جو قریب آتا جا رہا تھا۔ جوں جوں وہ قریب آ رہا تھا۔ بڑا ہو رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں تپائی پر بیٹھا چہرہ گھما کر اپنی عقابی آنکھوں سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ راکٹ بڑی تیزی سے اس سیاہ نقطے کی طرف بڑھ رہا تھا جو اب بڑھا ہونے لگا تھا۔ راکٹ اِن کے کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"میں بیک انجن چلانے لگا ہوں"۔

تھیوسانگ نے یہ کہہ کر پچھلے انجن چلا دیئے تاکہ راکٹ پیچھے کی طرف دوڑ پڑے اور یوں سیارے کی طرف سے جو کشش پڑ رہی ہے وہ کم ہو جائے۔ مگر اس کا بھی کوئی اثر نہ پڑا۔ راکٹ بڑی تیز رفتاری سے نیچے سیاہ سیارے کی طرف برابر بڑھ رہا تھا۔ کیٹی نے تمام انجن بند کر دیئے۔ انہیں صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ اگر راکٹ اس رفتار سے سیارے سے جا ٹکرایا تو اس کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔

انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس سیارے پر زمین سخت ہے یا دلدلی ہے۔ سیاہ سیارے کی شکل ایک بہت بڑے لٹو سے ملتی جلتی تھی۔ راکٹ لٹو نما سیارے کی فضا میں داخل ہوا تو اس کی رفتار اپنے آپ مدھم ہو گئی۔

"کیا اس سیارے کی فضا میں کشش نہیں ہے؟" کیٹی نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔ تھیوسانگ

سیارے کی سطح کو دیکھ رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فضا میں جو ذرات ہیں یہ اِن کے رد عمل کی وجہ سے ہوا ہے"۔

سیارے کی سطح پر ایسی دھیمی روشنی تھی جیسے شام ہو رہی ہو۔ تھیوسانگ، ماریا اور کیٹی سکرین پر اس کی زمین کو غور سے تک رہے تھے۔ راکٹ آہستہ آہستہ سیارے کی سطح کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ بھی پریشان تھا کہ خدا جانے اس سیارے پر کس قسم کے حالات پیش آئیں۔

انہوں نے دیکھا کہ سیارے کی زمین پر نہ کوئی درخت ہے اور نہ کہیں کوئی سمندر یا دریا ہی نظر آ رہا ہے۔ سیارے کی زمین کی سطح کے بالکل قریب آ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں عجیب بے ہنگم قسم کی سیاہ مخروطی چٹانیں انسانی انگلیوں کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ یہ اتنی بڑی بڑی چٹانیں تھیں کہ اِن پر پورا ایک شہر آباد ہو سکتا تھا۔

اِن کا راکٹ اِن چٹانوں کے درمیان ایک درّے میں بڑے بڑے گول اور مخروطی پتھروں کے درمیان جا کر رُک گیا۔ راکٹ کے اندر گہری خاموشی چھا گئی۔ تھیوسانگ کیٹی اور ماریا خاموش تھے۔ کیٹی نے خلائی پائیلٹ کی کرسی پر سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں باہر کی فضا کو چیک کرنا ہو گا"

تھیوسانگ نے ایک خاص کمپیوٹر کو اون کر دیا۔ پھر اس پر ابھرے حروف کو پڑھ کر بولا۔

"حیرانی کی بات ہے کہ اس سیارے کی فضا میں آکسیجن موجود ہے اور پریشر بھی نارمل ہے۔ مگر پانی کہیں نظر نہیں آیا"

ماریا بولی۔

"اگر یہ بات ہے تو تم دونوں یہیں بیٹھو۔ میں باہر جا کر حالات کا جائزہ لیتی ہوں"

کیٹی جلدی سے کہنے لگی۔

"نہیں نہیں۔ نہ جانے باہر کی فضا کیسی ہے اگر تمہیں بھی کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں گے۔ ہم ناگ کے عقاب بن جانے کی وجہ سے پہلے ہی پریشان ہیں"

ماریا نے کہا۔

"فکر کی کوئی بات نہیں۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا"

ناگ کا دل چاہتا تھا کہ وہ اُڑ کر باہر جائے اور خود ماحول کا جائزہ لے مگر وہ الفاظ میں اپنی خواہش کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ماریا ٹھیک کہتی ہے۔ اگر باہر کی فضا میں کمپیوٹر کے مطابق آکسیجن موجود ہے تو پھر ماریا پر خطرناک اثر نہیں ہو گا"

ماریا نے کہا۔

"میں باہر جا رہی ہوں۔ تم لوگ میرا انتظار کرو"

یہ کہہ کر ماریا راکٹ کی موٹی فولادی دیوار میں سے باہر نکل گئی۔

ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کو ماریا کی خوشبو آنا بند ہو گئی تو وہ سمجھ گئے کہ ماریا باہر نکل گئی ہے۔ ماریا نے راکٹ کے باہر آتے ہی محسوس کیا کہ اس نئے سیارے کی فضا میں ہلکی ہلکی گرمی رچی ہوئی ہے۔ وہ زمین سے دس پندرہ فٹ کی بلندی پر فضا میں اُڑنے لگی اور مخروطی سیاہ چٹانوں کے اوپر آ گئی۔

ان چٹانوں کے اوپر آ کر اس نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک تنگ راستہ چٹانوں کی بلند و بالا دیواروں کے بیچ میں سے جا رہا ہے۔ ماریا اس راستے سے گزرنے لگی ____ یہ ایک درّے کی طرح کا راستہ ہے جو پہاڑوں کے درمیان بنا ہوتا ہے۔ اس درّے سے نکلی تو سامنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے ایک جگہ چٹانوں کے درمیان بنا ہوا قلعہ نظر آیا۔ یہ اونچے اونچے چار میناروں والا بہت بڑا قلعہ تھا جو دور ہی سے ویران اور بے آباد لگ رہا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ یہاں یہ قلعہ کس نے بنایا ہے۔ کیا یہ یہاں کی مخلوق کا کارنامہ ہے؟ ماریا فضا میں تیرتی ہوئی آہستہ آہستہ پُراسرار قلعے کی طرف بڑھنے لگی۔ قلعے کے باہر کوئی مخلوق نہیں تھی۔ کوئی پہرے دار بھی نہیں تھا۔ قلعے کا بہت بڑا دروازہ کھلا تھا۔

ماریا دروازے میں داخل ہو گئی۔ ایک عجیب بات ہوئی جس نے ماریا کو بھی تھوڑی دیر کے لیے پریشان کر دیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی خلائی قلعے کا دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ ماریا نے سوچا کہ دروازے کے باہر چل کر دیکھنا چاہیئے کہ باہر تو کوئی نہیں ہے؟

ماریا بڑی آسانی سے لوہے کے دروازوں اور پتھروں کی دیوار کے درمیان میں سے بھی گزر جاتی مگر جونہی وہ خلائی قلعے کے بند دروازے میں سے گزرنے لگی تو اس کا نظر نہ آنے والا جسم دیوار سے ٹکرا کر رہ گیا۔ ماریا تو سناٹے میں آگئی کہ اے خدا یہ کیا معاملہ ہے؟ ماریا نے ایک بار پھر کوشش کی مگر اس بار بھی وہ

دروازے میں سے نہ نکل سکی۔ دروازہ کسی ایسی دھات کا بنا ہوا تھا جو ماریا کو باہر نہیں نکلنے دے رہی تھی۔ ماریا تھوڑی سی پریشان ہوئی۔ کیونکہ اِسے محسوس ہوا کہ اُسے یہاں جان بوجھ کر قید کر دیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ یہاں اُسے کس نے قید کیا تھا؟

ماریا ابھی تک لہروں کی شکل میں تھی اور غائب تھی۔ وہ آگے بڑھی خلائی قلعے میں آگے ایک گلی سی تھی۔ جس کا فرش پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ گلی ختم ہوئی تو ایک اور دروازہ آگیا۔ یہ دروازہ ماریا کے قریب پہنچتے ہی اپنے آپ کھل گیا۔ اس نے دیکھا کہ دروازے کی دوسری طرف ایک بہت بڑا اونچی چھت والا ہال کمرہ ہے۔ جہاں درمیان میں پتھر کے ایک بہت بڑے پیالے میں آگ جل رہی ہے۔ اس کے پیچھے ایک سبز رنگ کا تخت بچھا ہے جس پر سرخ شیشے کا ایک تاج پڑا ہے۔ تخت کے پیچھے کچھ آدمی کھڑے ہیں۔ ان کے جسم سیاہ لبادوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی صرف سبز آنکھیں ہی دکھائی دے رہی ہیں۔ ان کے سروں پہ سبز رنگ کے دو دو سینگ ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک خلائی گن ہے۔ ماریا انہیں حیرت سے تکنے لگی۔ ماریا کا خیال تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ لیکن یہ اس کی

بھول تھی۔ وہ سب خلائی آدمی اسے دیکھ رہے تھے۔ ماریا آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر ہال کمرے کی دیوار کے پاس آئی تو اِسے محسوس ہوا کہ سارے کے سارے سبز آنکھوں والے لوگ اُسے گھُور رہے ہیں۔

"کیا یہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ ماریا نے سوچا۔ اسے اس مخلوق کی آنکھیں اپنے نظر نہ آنے والے جسم پر جمی ہوئی لگ رہی تھیں۔ ماریا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ایک دم سے فضا میں ایک چیخ بلند ہوئی۔ سارے آدمی پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔ تخت کے پیچھے ایک محرابی دروازہ تھا۔ یہ دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔

ماریا نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش اونچا لمبا آدمی نمودار ہوا۔ اِس کے سر پر بھی وہ سینگ تھے جو اس کی سیاہ ٹوپی میں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اِس کے ہاتھ میں خلائی گن کی بجائے ایک چمکدار شیشے کی چھڑی تھی جس کے آگے ننھا سا سبز بلب روشن تھا۔ وہ تخت کے پاس آ کر رُک گیا۔ باقی آدمی سر جھکائے کھڑے تھے۔ سیاہ پوش ان کا سردار اعظم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔

"خلائی قلعے کی مخلوق کو خوشی خبری ہو کہ دیوی سلاطی ہم پر مہربان ہو کر خود ہمارے قلعے میں آ گئی ہے۔"

سب آدمیوں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر نعرہ لگایا۔

"دیوی سلاطی کی جے ہو۔"

ماریا سوچنے لگی کہ یہ لوگ کس دیوی کی بات کر رہے ہیں۔

سیاہ پوش سردار اعظم نے اچانک ماریا کی طرف اپنی چھڑی کا اشارہ کیا اور بولا۔

"وہ دیوی سلاطی کھڑی ہے مگر دشمن نے اِس پر جادو کر کے اُس کے جسم کو خلائی لہروں میں بدل دیا ہے۔ ہم دیوی سلاطی کو پھر سے جسمانی حالت میں واپس لائیں گے تاکہ وہ ہمارے تخت پر بیٹھ کر ہمارے قلعے پر حکومت کرے اور ہمارے دشمنوں کو ایک ایک کر کے ختم کر دے۔"

ماریا تو اپنی جگہ پر کانپ اُٹھی۔ یہ کم بخت تو باقاعدہ اِسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے سوچا کہ اس گھن چکر قلعے سے نکل جانا چاہیئے۔ وہ بھاگنے کے لیے پیچھے کو گھومنے لگی تو اُسے محسوس ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہل سکتی۔ اس نے سیاہ پوش سردار اعظم کی طرف دیکھا۔

سیاہ پوش سردار نے اپنی سبز روشنی والی چھڑی کا رُخ ماریا کی طرف کر رکھا تھا۔ وہ تخت کے قریب سے گزر کر ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آگیا۔ اس نے اپنی عجیب و غریب زبان میں کچھ منتر پڑھے اور چھڑی کے سبز بلب کی روشنی ماریا کے جسم پر ڈالی۔ روشنی کے پڑتے ہی ماریا کا جسم ظاہر ہو گیا۔ اس نے تعجب سے اپنے بازوؤں اور پاؤں کو دیکھا اور بولی۔

"تم ـــ تم کیا چاہتے ہو؟۔ میں تمہاری دیوی نہیں ہوں"

علاقی سیاہ پوش سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"دیوی سلاطی پر ابھی ہمارے دشمنوں کے جادو کا اثر ہے۔ ابھی یہ اثر بھی ختم ہو جائے گا"

وہ واپس گھوم کر تخت کے پاس گیا۔ ماریا نے دوسری بار وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے اپنے پاؤں نہ ہلا سکی۔ اس نے دیکھا کہ سیاہ پوش کے ہاتھ میں وہ سرخ شیشے کا تاج تھا جو تخت پر پڑا تھا۔ اس نے تاج کو بڑی عقیدت کے ساتھ دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ سیاہ پوش سردار قدم قدم چلتا ماریا کے پاس آیا اور سرخ چمکتا ہوا تاج ماریا کے سر پر رکھ دیا۔

ماریا کو اپنے جسم میں بجلی کا کرنٹ سا دوڑتا محسوس ہوا۔ اس کا جسم ایک بار لرزا اور پھر اس کے پاؤں زمین پر نرم ہو گئے۔ اب وہ اپنے پاؤں اٹھا سکتی تھی۔ اب اسے نہ عنبر

یاد تھا۔ نہ کیٹی اور نہ ناگ کا کوئی خیال تھا۔ وہ اپنے آپ کو دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی۔

اس کے چہرے پر ایک دم سے جلال آگیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔

"میں دیوی سلاطی ہوں۔ تمہارے سیارے اور تمہارے قلعے کی ملکہ ـــ میں تمہارے لیے فتح کا پیغام بن کر آئی ہوں۔ میں تمہارے دشمنوں کو ایک ایک کر کے تباہ کر دوں گی۔ تم بہت جلد اس نظام شمسی کے دوسرے سیاروں پر بھی قبضہ کر لو گے"

سب نے دیوی سلاطی کی جے ہو کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ سیاہ پوش سردار ماریا کے آگے جھک گیا دوسرے بھی جھک گئے۔ پھر سیاہ پوش سردار نے ماریا کا ہاتھ تھام لیا اور بولا۔

"دیوی سلاطی! تمہارا آنا مبارک ہو۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہمارا خالی تخت ہزاروں سالوں سے تمہاری راہ دیکھ رہا تھا۔ اس پر بیٹھ کر ہم پر حکمرانی کرو"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بڑی شاہانہ چال سے چلتی تخت پر آکر بیٹھ گئی۔ سب لوگ سجدے میں گر پڑے۔ سردار سیاہ پوش نے جیب سے کوئی سفوف نکال کر آگ پر ڈالا۔ آگ میں سے ایک سبز شعلہ بھڑک کر اوپر تک گیا اور پھر آگ میں آکر غائب ہوگیا۔ اس نے ایک نعرہ لگایا۔

"ہمارے عظیم دیوتاؤں نے دیوی سلاطی کو ہماری ملکہ تسلیم کرلیا ہے۔ مبارک ہو۔"

اچانک دوسرے دروازوں میں سے کچھ عورتیں نکل کر آگئیں اور انہوں نے ماریا کے تخت کے آگے رقص کرنا شروع کر دیا۔ ان عورتوں کے سروں پر بھی سینگ تھے اور انہوں نے سیاہ لبادے پہن رکھے تھے۔ ان کے لمبے لمبے بال ان کے ٹخنوں کو چھو رہے تھے۔ وہ رقص کرتی ہوئی ماریا کے تخت کے سامنے آتیں اور اسے چوم کر واپس چلی جاتیں۔

ماریا کو کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر ناگ، کیٹی اور تھیوسانگ کی ساتھی ہے اور انہیں پیچھے چٹانوں کے درمیان راکٹ میں چھوڑ کر آرہی ہے۔ جب رقص رک گیا تو سیاہ پوش سردار آگے بڑھا۔

ماریا کے آگے جھک کر بولا۔

"مقدس دیوی سلاطی! جو دشمن اس وقت ہماری قید میں ہیں۔ ان کا کام تمام کرنے کی رسم اپنے مقدس ہاتھوں سے ادا کرو۔"

ماریا نے جلالی آواز میں کہا۔

"میں تیار ہوں۔ مجھے ہمارے دشمنوں کے پاس لے کر چلو۔ میں ان کا نام و نشان تک مٹا دوں گی۔"

"دیوی سلاطی کی جے ہو۔"

سب نے خوشی سے لہرا لہرا کر نعرہ لگایا۔

سیاہ پوش سردار نے دیوی سلاطی یعنی ماریا کا ہاتھ تھاما اور اسے بڑی عقیدت کے ساتھ لے کر پچھلے دروازے میں داخل ہوگیا۔ باقی سارے لوگ جو دیوی سلاطی کے خاص وزیر تھے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

یہ جلوس ایک اندھیری راہداری میں سے گزر کر ایک اور بڑے ہال کمرے میں آگیا۔ یہاں آمنے سامنے دو اونچے سبز شیشے جیسے پتھر کے دو بڑے چبوترے بنے تھے ایک پر سرخ شیشے کی بڑی کرسی پڑی تھی اور دوسرے چبوترے پر ایک بہت بھیانک درندے کا بت بنا ہوا تھا۔ اس درندے کے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اور سرخ زبان نیچے لٹک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ درندے کی شکل کسی مکروہ اور خوفناک بھیڑیے سے ملتی جلتی تھی۔ درندے کی زبان پر چھوٹے چھوٹے سرخ دندانے بنے ہوئے تھے۔ یہ درندہ دو منزلہ اونچا تھا۔

ماریا کو سامنے والے چبوترے کی سرخ بلوریں کرسی پر بڑے آرام سے بٹھا دیا گیا۔ ماریا اپنی یادداشت کھو چکی تھی۔ وہ تو اپنے آپ کو دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی جو اس سیارے کی حکمران تھی اور وہاں اُس مخلوق کے دشمنوں کو ختم کرنے آئی تھی۔

سیاہ پوش سردار ماریا کے تخت کی داہنی سمت کھڑا ہو گیا۔ باقی وزیر پیچھے ایک قطار بنا کر ادب سے کھڑے تھے۔ سیاہ پوش سردار نے اپنے شیشے کی چھڑی کو حرکت دی اور کہا۔

"آج ان ہمارے دشمنوں کو لایا جائے تاکہ دیوی سلاطی انہیں اپنے مقدس ہاتھوں دیوتا کی بھینٹ چڑھائے۔"

ایک خلائی وزیر قطار میں سے نکلا۔ اس نے تین بار ماریا کے آگے جھک کر تعظیم کی اور ایک دروازے میں گھس گیا۔ اتنی دیر سیاہ پوش سردار سینے پر ہاتھ باندھ کر کوئی خلائی منتر پڑھتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سات آدمی

لائے گئے۔ وہ اس طرح لائے گئے کہ ساتوں کے ساتوں شیشے کی لمبی لمبی بوتلوں میں بند تھے۔ بوتلوں کے منہ ڈھکنوں سے بند کر دیئے گئے تھے۔ ان کے اندر یہ آدمی باہر نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے مگر بوتل سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

ان ساتوں آدمیوں کے ماتھوں پر دو کی بجائے ایک ایک سینگ تھا۔ اور ان کے بازو اور ٹانگیں ہماری زمین کے انسانوں ایسی تھیں مگر ان کے قد درمیانے تھے۔ بوتلوں میں بند ساتوں دشمن ماریا کے چبوترے کے سامنے ایک تختے پر لا کر رکھ دیئے گئے۔

سیاہ پوش سردار نے بند بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مقدس دیوی! یہ ہمارے وہ دشمن ہیں جو ساتھ والے سیارے سے ہمیں قتل کرنے یہاں آئے تھے۔ مگر ہم نے انہیں پکڑ کر ان بوتلوں میں بند کر دیا تھا۔ تاکہ انہیں دیوتا کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ دیوتا نے ہماری دعا قبول کر لی اور تجھے بھیج دیا۔ اب تو ان دشمنوں کو اپنے ہاتھوں دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ کر۔"

ماریا یعنی دیوی سلاطی نے غصیلی نظروں سے بوتلوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بند آدمیوں کو دیکھا اور گرج کر کہا۔

"تمہاری اتنی جرأت کہ دیوی سلاطی کے پیارے پر حملہ کرنے آگئے؟ ہم تمہیں اس گستاخی کی پوری پوری سزا دیں گے۔ دیوتا تمہیں ہڑپ کرنے کے لیے بے تاب ہے۔"

ماریا نے سیاہ پوش سردار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"انہیں میری طرف سے دیوتا کے آگے پیش کر دو۔"

"جو حکم دیوی سلاطی!"

یہ کہہ کر سیاہ پوش سردار نے اپنے وزیر خاص آران کو اشارہ کیا۔ آران آگے بڑھا۔ اس نے ساتوں آدمیوں والی بند بوتلوں کے تختے کو گھسیٹ کر بھیانک بھیڑیئے کی لٹکتی ہوئی زبان کے بالکل قریب کر دیا۔ پھر اس نے ایک بوتل کو لڑھکا کر بھیڑیئے کی زبان کے ساتھ لگا کر اس کا ڈھکن کھول دیا۔

ڈھکنے کے کھلتے ہی اس کے اندر کا قیدی تیزی سے باہر نکلا کہ وہاں سے جان بچا کر بھاگ جائے گا مگر بھیڑیئے بت کی لٹکتی ہوئی زبان میں خدا جانے اتنی کشش کہاں سے آگئی تھی کہ وہ قیدی ٹھک کی آواز کے ساتھ بھیڑیئے کی

زبان سے چپک گیا۔

آران نے دوسری بوتل کو کھولا۔ اس میں سے بھی قیدی باہر نکلا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ دیوتا بھیڑیئے کی لٹکتی ہوئی زبان سے چپک کر رہ گیا۔ تیسری بوتل کھلی تو قیدی باہر نہیں نکل رہا تھا۔ اس نے اپنے دو ساتھیوں کا حشر دیکھ لیا تھا۔ مگر دیوتا بھیڑیئے کی زبان کی مقناطیسی لہریں بوتل کے اندر داخل ہو گئیں اور بوتل کے اندر ڈر کر پیچھے پیندے سے لگا ہوا قیدی اس کی کشش سے کھنچ کر اپنے آپ باہر آکر زبان سے چپک گیا۔

اسی طرح جب ساتوں کے ساتوں قیدی دیوتا بھیڑیئے کی مکروہ زبان سے چپک گئے تو ماریا (دیوی سلاطی) نے اپنا بازو بلند کیا اور بولی۔

"مقدس دیوتا! ہماری قربانی قبول کرو"

تمام آدمی زور زور سے منتر پڑھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی دیوتا بھیڑیئے کی زبان میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آہستہ آہستہ اوپر کھسکنا شروع کر دیا۔ ساتوں قیدی چیخ رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں مار رہے تھے مگر ان کے جسم اس مضبوطی سے زبان کے دندانوں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے نیچے نہیں گر رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیڑیئے دیوتا کی زبان آہستہ آہستہ ساتوں قیدیوں کو لے کر ان کا تر لقمہ بناتے اوپر منہ کے جبڑوں کی طرف جا رہی تھی جہاں بھیڑیئے کے دو لمبے لمبے نوکیلے دانت چمک رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے دیوتا بھیڑیئے کی زبان ساتوں قیدیوں کو لے کر بھیڑیئے کے منہ کے اندر چلی گئی۔ قیدیوں کی چیخ و پکار سے ہال گونج رہا تھا۔ لیکن جونہی ساتوں قیدی بھیڑیئے کے منہ کے اندر گئے بھیڑیئے نے ایک زور دار غراہٹ کے ساتھ اپنا منہ بند کر لیا۔

سیاہ پوش سردار نے اونچی آواز میں خوش ہو کر کہا۔

"مقدس دیوی! مبارک ہو۔ دیوتاؤں نے ہماری قربانی قبول کر لی۔ ہمارے دشمنوں کا قصّہ پاک ہو گیا۔"

ماریا نے ہاتھ اوپر اٹھا کر سب کو مبارک باد دی۔

بھیڑیئے دیوتا کا منہ بند تھا اور اس کے اندر سے ساتوں آدمیوں کی ہلکی ہلکی چیخوں کی آواز ابھی تک آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز بھی بند ہو گئی اور بھیڑیئے کے نتھنوں سے دھواں سا نکلنے لگا۔

پھر یہ دھواں بھی رک گیا۔

دیوتا بھیڑیئے نے اپنی زبان پھر نیچے لٹکا دی۔

سب لوگ خوش ہو کر نعرے لگانے لگے۔ سیاہ پوش سردار نے ماریا کے آگے ادب سے جھک کر کہا۔

"مقدس دیوی! آج سے پہلے دیوتا نے ہماری قربانی قبول نہیں کی تھی۔ ہم جب بھی قیدیوں کو بھینٹ چڑھانے کے لیے لائے دیوتا کی زبان نے کوئی حرکت نہ کی۔ آپ کے تشریف لانے سے ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ دیوتا ہم پر خوش ہو گئے اور انہوں نے قیدیوں کی قربانی قبول کر لی۔ تمہاری جے جے ہو دیوی سلاطی"

ماریا کا چہرہ بالکل پتھر کی طرح ساکت تھا مگر نیلی آنکھیں بڑی تیزی سے پر اسرار انداز میں چمک رہی تھیں۔ ان آنکھوں میں بڑا غصّہ اور جلال تھا۔ اس نے سیاہ پوش سردار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیا ہمارے اور بھی دشمن ہیں یہاں؟"

"نہیں مقدس دیوی! بس یہی سات آدمی تھے۔"

سیاہ پوش سردار کے اتنا کہنے پر ماریا نے خوش ہو کر کہا۔

"ہماری حکمرانی سات سیاروں پر قائم ہو گی۔"

سارا ہال نعروں سے گونج اٹھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے بعد ماریا کو ایک شاندار کمرے میں لے جایا گیا۔ جہاں میزوں پر قسم قسم کے پھل سونے اور سرخ شیشے کی تھالیوں میں سجے تھے۔ ماریا نے ان سب پھلوں کو ہاتھ لگا کر پاک کیا۔ پھر ان سب نے مل کر پھل کھائے اور ایک دوسرے بڑے ہال کمرے میں آ گئے۔ ماریا ان کے آگے آگے سیاہ پوش سردار ماریا کے ساتھ چل رہا تھا۔

اس ہال کمرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ کتنے ہی مرتبان رکھے تھے۔

ماریا ایک جگہ کھڑی ہو گئی۔ سیاہ پوش سردار اس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔

ماریا نے باقی تمام درباری وزیروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے پجاریو— اب تمہارے سونے کا وقت ہو گیا ہے جاؤ۔ ان مرتبانوں میں داخل ہو کر سو جاؤ۔"

سارے آدمی ایک ایک کر کے مرتبانوں میں داخل ہو گئے۔ سیاہ پوش سردار نے ان سب مرتبانوں کے ڈھکن بند کر دیئے۔ اس کے بعد وہ ماریا کو لے کر اس کی خواب گاہ میں آ گیا۔ یہاں ایک شاندار پلنگ بچھا تھا جس پر ریشمی بستر

لگا تھا۔ سیاہ پوش سردار نے ادب سے جھک کر کہا۔

"مقدس دیوی سلاطی! اب تم بھی آرام کرو۔"

یہ کہہ کر سیاہ پوش سردار ماریا کی خواب گاہ سے باہر نکل گیا۔

ماریا بالکل بھول چکی تھی کہ وہ کون ہے اور یہاں کس غرض کے لیے آئی تھی؟ اب وہ مکمل طور پر مقدس دیوی سلاطی بن چکی تھی۔ اس نے اپنا سرخ چمکیلا تاج سر سے اتار کر میز پر رکھا اور بستر پر لیٹ گئی۔ سر پر سے تاج اتارنے سے بھی کوئی فرق نہ پڑا اور ماریا کی کھوئی ہوئی یادداشت واپس نہ آئی۔ وہ اپنے آپ کو مقدس دیوی سمجھتی ہوئی بڑے سکون سے بستر میں لیٹتے ہی گہری نیند سو گئی۔

دوسری طرف سیاہ پوش سردار اپنے خاص کمرے میں آ گیا۔ یہاں اس کے بستر کے پاس ایک چھوٹا سا ٹی وی سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے اس کا بٹن دبا کر ایک خاص چینل پر سوئی گھمائی تو ایک شیطانی شکل نمودار ہوئی۔ سیاہ پوش نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مقدس دیوی سلاطی! ہمارے قبضے میں آ گئی ہے شیلاش! اب کیا حکم ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

خلائی دیوی

شیطانی صورت نے کہا۔

"جب تک میں کوئی حکم نہ دوں۔ دیوی سلاطی کو اپنے قبضے میں رکھنا۔"

"جو حکم شیلاشی"

شیلاشی کی شیطانی شکل ٹی وی پر غائب ہو گئی۔ سیاہ پوش سردار کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ آگئی۔ وہ اپنے سیاہ لبادے سمیت ہی بستر پر لیٹ گیا۔ اس کی سبز آنکھوں سے جو روشنی نکل رہی تھی وہ آہستہ کم ہونے لگی اور پھر بجھ سی گئی۔

سیاہ پوش سردار سو چکا تھا مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں

دوسری جانب جب ماریا کو گئے کافی دیر گزر گئی اور وہ واپس نہ آئی تو کیٹی اور تھیوسانگ کو فکر ہوئی کہ ماریا نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟ انہوں نے ناگ کو جو عقاب کی شکل میں تھا۔ وہیں راکٹ کے اندر ہی رہنے دیا اور خود راکٹ سے باہر نکل آئے اور ایک طرف چلنا شروع کر دیا۔

یہ لٹو کی طرح کا سیارہ ان کے لیے اجنبی تھا۔ سیارے پر وہی شام ایسی فضا تھی۔ آسمان پر ستارے بھی نہیں چمک رہے تھے اور سورج بھی نہیں تھا۔ اندھیرا نہیں تھا مگر دن کی طرح روشنی بھی نہیں تھی۔ یہ دونوں خلا میں دور دراز سیاروں کے رہنے والے تھے۔ کیٹی نے ہوا میں گہرا سانس لے کر کہا۔

"یہ بجھا ہوا سیارہ لگتا ہے تھیوسانگ۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ہاں" تھیوسانگ نے ارد گرد دیکھ کر کہا۔ "یہاں کی تڑخی چٹانیں اور سیاہ اور بھوری بے گھاس اور بے درختوں کی زمین دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مدت ہوئی اس ستارے پر آگ لگی اور جل کر سیاہ ہو گیا۔ اب اس پر ہزاروں سال کے بعد بارشیں شروع ہوں گی۔ اور پھر ہزاروں برس کے بعد سمندر اور سبزہ نمودار ہو گا۔"

کیٹی نے ایک بلند چٹان کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ اس چٹان پر چل کر دیکھتے ہیں کہ اس کی دوسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جانب کیا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میرا خیال ہے ماریا بھی ضرور اسی طرف گئی ہو گی۔"

ماریا تو ہوا میں اُڑتی ہوئی گئی تھی۔ چنانچہ کیٹی اور تھیوسانگ کو چٹان کی چوٹی پر پہنچتے پہنچتے کافی دیر لگ گئی۔ مگر وقت ویسے کا ویسا ہی رہا۔ نہ دن ڈھلا۔ نہ شام ہوئی اور نہ ستارے نکلے۔

چٹان کے اوپر آئے تو نیچے انہیں چٹانی دیواروں کے درمیان ایک درّہ دکھائی دیا جو ایک تنگ و تاریک گلی کی طرح تھا۔ اسی درّے میں سے گزر کر ماریا قلعے پر پہنچی تھی۔ وہ چٹان کی انتہائی سے اُتر کر درّے میں آگئے۔ یہاں اندھیرا تھا۔ اس تاریک درّے کو پار کرنے کے بعد کیٹی نے چونک کر کہا۔

"تھیوسانگ! وہ دیکھو۔"

تھیوسانگ اس طرف دیکھنے لگا جدھر کیٹی نے اشارہ کیا تھا۔ اُسے دور ایک کھلی جگہ پر مخروطی چٹانوں کے درمیان ایک بہت بڑا قلعہ نظر آ رہا تھا۔

"یہ تو کوئی پرانا قلعہ ہے کیٹی۔"

"یہاں کون رہتا ہوگا؟ مجھے تو یہ سیارہ بے آباد لگتا ہے۔" کیٹی نے کہا۔

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"چل کر پتہ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ماریا اسی قلعے میں ہو۔"

جب وہ قلعے کے دروازے کے پاس پہنچے تو قلعے کا دروازہ بند تھا۔ تھیوسانگ نے دروازے پر ہاتھ لگایا اور بولا۔

"یہ کسی جلے ہوئے سیارے کے پتھر سے بنایا گیا ہے۔"

اس کے ہاتھ لگانے سے اندر سیاہ پوش سردار کی خواب گاہ میں تیز روشنی ہوگئی تھی جس سے سیاہ پوش بیدار ہو گیا۔ اس نے اپنے سرہانے رکھے ٹی وی کا بٹن آن کیا۔ ٹی وی پر تھیوسانگ اور کیٹی کی شکلیں نظر آنے لگیں۔ وہ دروازے کے باہر کھڑے اسے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سیاہ پوش سردار نے فوراً دوسرا چینل لگا دیا۔ سکرین پر ایک بار پھر وہی شیطانی شکل یعنی شیلاش کی صورت نمودار ہوئی جس کے کان اوپر کو چڑھے ہوئے تھے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھیں بلی کی طرح سبز اور کھنچی ہوئی تھیں۔
شیلاش نے تیز آواز میں کہا۔
"یہ دونوں خلائی سیارے کے رہنے والے ہیں
اور ہمارے دشمن نمبر ایک ہیں۔ ان میں ایک
کا نام کیٹی ہے اور دوسرے کا نام تھیو سانگ
ہے۔ یہ ماریا کے ساتھی ہیں۔ انہیں بھی فوراً
اپنے قبضے میں کر لو۔"
سیاہ پوش نے کہا۔
"جو حکم میرے آقا"
اس نے ٹی وی بند کیا اور تیزی سے خواب گاہ سے
باہر نکل گیا۔ سفید شیشے کی چھڑی اس کے پاس تھی جس
کے آخر کا سبز بلب روشن تھا۔
کیٹی اور تھیو سانگ سے ابھی تک دروازہ نہیں کھل سکا
تھا۔ کیٹی بڑے سے بڑے دروازے کو زور لگا کر کھول
لیا کرتی تھی۔ تھیو سانگ کے اندر بھی کافی خلائی طاقت تھی
مگر اس دروازے کے آگے ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔
کیٹی نے کہا۔
"اس قلعے کی دوسری طرف چلتے ہیں۔ شاید وہاں
کوئی خفیہ دروازہ یا کھڑکی ہو۔"

وہ دروازے سے ہٹ کر قلعے کی پرانی پتھروں والی دیوار
کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے
تھے کہ انہیں قلعے میں ایک چھوٹا دروازہ ملا جو کھلا تھا۔
تھیو سانگ نے خوش ہو کر کہا۔
"یہ دروازہ کھلا ہے۔ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"
وہ دروازے میں سے قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔
یہاں کافی اندھیرا تھا۔ مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ وہ دیکھ
سکتے تھے۔ ایک دالان تھا جس کے اندر پرانے پتھروں
کے ستون گرے پڑے تھے۔ دالان سے آگے ایک زینہ
اوپر جاتا تھا۔ تھیو سانگ اور کیٹی زینے کے پاس آئے
ہی تھے کہ ان کے پاؤں کے نیچے سے پتھر کی بڑی سِل
کھسک گئی اور وہ دھڑام سے نیچے ایک گہری جگہ میں مٹی
اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کے اوپر گر گئے۔
کیٹی نے جلدی سے اٹھ کر کہا۔
"تھیو! یہ کوئی سازش ہے۔ ہمیں جان بوجھ کر
نیچے پھینکا گیا ہے۔"
تھیو سانگ اٹھ کر دیواروں کو ٹٹول رہا تھا۔
"وہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ ہمیں جس
جگہ گرا دیا گیا ہے وہ جگہ کونسی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی اندھیرے میں آنکھیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"یہ تو کوئی چوکور اندھا کنواں ہے۔"

انہوں نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ پتھر کی سِل دوبارہ اپنی جگہ پر آگئی تھی۔

"ہمیں یہاں قید کیا گیا ہے تھیو۔ یہ ضرور ہماری دشمن مخلوق کا قلعہ ہے جو ہمیں جانتے ہیں اِن کے کمپیوٹر نے ہمارے الیکٹرون کی تفصیل انہیں بتادی ہو گی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہ بھی تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں پھر وہی سوال کروں گا کہ آخر ماریا کہاں گم ہو گئی، وہ تو غائب تھی۔ اس کو تو یہ کسی کنوئیں یا کوٹھڑی میں قید نہیں کر سکتے تھے۔"

کیٹی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے اِسے دیکھ لیا ہو اور اسے بھی کسی خفیہ جگہ جکڑ رکھ دیا ہو۔"

تھیو سانگ چھوٹے چھوٹے پتھروں پر بیٹھ گیا۔

"ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

"مگر یہاں تو کوئی راستہ نہیں ہے۔ دیواریں اِس

قدر اونچی ہیں کہ ہم جتنا بھی اچھلیں اوپر تک نہیں پہنچ سکتے اور اوپر بھی چھت بند ہے۔"

عین اسی وقت چھت کی سل ایک طرف کو کھسک گئی۔

اوپر سیاہ پوش سردار ہاتھ میں شیشے کی چھڑی لیے کھڑا تھا۔ کیٹی اور تھیو سانگ نے اوپر دیکھا۔ انہیں ایک عجیب سیاہ پوش شخص نظر آیا جس کے سر پر سینگ تھے۔ اور سبز آنکھیں بلّی کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"تم کون ہو؟ تم نے ہمیں یہاں کیوں بند کر دیا ہے ہم یہاں کسی سے جنگ کرنے نہیں آئے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔ سیاہ پوش سردار نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔

"تم جنگ کرنے نہیں آئے۔ مگر ہمیں تمہارا انتظار تھا۔ تم ہمارے دشمن ہو۔ اب تم دونوں ہمیشہ اسی جگہ بند رہو گے۔"

کیٹی نے چلّا کر کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

سیاہ پوش سردار بولا۔

"یہ تمہیں وقت آنے پر اپنے آپ معلوم ہو جائے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا۔"

اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ پتھر کی سِل اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

غار میں پھر اندھیرا چھا گیا۔ لیکن تھیو سانگ اور کیٹی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

"اب کیا کریں تھیوسانگ بھائی؟ یہ تو کوئی ہماری دشمن مخلوق کا آدمی لگتا ہے؟"

تھیوسانگ سر کھجانے لگا۔

"یہ تو ہمیں نہیں چھوڑے گا۔"

"تم اِس کنوئیں کی دیواروں کو چھوٹا نہیں کر سکتے؟"

کیٹی نے کہا۔ تھیوسانگ نے اپنی انگلی کی طرف دیکھا۔ پھر بولا۔

"میں نے اس دیوار کو چھوٹا کیا تو اوپر کی چھت ہمارے سر کے ساتھ آکر لگ جائے گی اور ہم اس کے اندر پس کر رہ جائیں گے۔ ہاں اگر اوپر چھت کھلی ہوتی تو میں اِن دیواروں کو انگلی لگا کر چھوٹا کر دیتا۔"

کیٹی نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تم کوشش تو کرو۔ آخر ہم مر تو نہیں جائیں گے۔ جب چھت ہمارے اوپر آجائے گی تو تم دوبارہ انگلی چھو کر اسے بھی چھوٹا کر دینا۔"

تھیو سانگ بولا۔

"تم کہتی ہو تو میں یہ تجربہ کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ زمین پر لیٹ جاؤ۔ میں بھی لیٹ جاتا ہوں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی ساتھ ساتھ لیٹ گئے۔ تھیوسانگ کا رُخ دیوار کی طرف تھا۔ اس نے ایک آنکھ بند کر کے دیوار کو انگلی لگا دی۔ مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ دیوار پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے ایک بار، دو بار، تین بار کوشش کی مگر یہاں اس کی خاص طاقت نے کوئی اثر نہ دکھایا۔

"کیٹی! دیوار پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔"

کیٹی بولی۔

"مجھ کو چھوٹا کر کے دیکھو۔ کہیں تمہاری طاقت تو ختم نہیں ہو گئی۔"

تھیوسانگ نے ایک آنکھ بند کر کے کیٹی کو انگلی لگا دی۔ اگر عام حالت میں وہ کیٹی کو انگلی سے چھوتا تو وہ ایک سیکنڈ سے بھی پہلے تتلی سی بن جاتی مگر اب اِس پر بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ مایوس ہو کر بولا۔

"کیٹی۔ اس سیارے کی فضا میں جو کیمیکلز ہیں ان کی وجہ سے میری خاص طاقت جاتی رہی ہے۔ میں کسی چیز کو بھی چھوٹا نہیں کر سکتا"

"اب کیا ہو گا؟" کیٹی نے آہ بھر کر کہا۔

تھیوسانگ بھی مٹی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اور سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"اس سیارے کی فضا اور دشمن مخلوق کے رویّے کو دیکھتے ہوئے مجھے اندیشہ ہے کہ ماریا بھی ضرور کسی بھیانک مصیبت میں پھنس چکی ہے۔"

کیٹی نے ناامید ہو کر سر جھکا لیا اور ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"مصیبت میں تو ہم بھی پھنس چکے ہیں۔"

○

ماریا سو کر اُٹھی تو اس کی یادداشت ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔

وہ اپنے آپ کو دیوی سلاطی ہی سمجھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ چار خلائی عورتیں اس کی خدمت کے لیے نیا لباس لے کر ادب سے کھڑی ہیں۔ انہوں نے ماریا

روشنی کے غسل خانے میں لے جا کر سبز روشنی کی کرنوں کا غسل کرایا۔ پھر شاہی لباس پہنایا اور شاہی ہال کمرے میں تخت پر لا کر بٹھا دیا۔

سیاہ پوش سردار وہاں موجود تھا۔ رات کو جو درباری مرتبانوں میں داخل ہو کر سوئے تھے وہ بھی مرتبانوں سے نکل کر وہاں موجود تھے۔ سیاہ پوش سردار نے جان بوجھ کر ماریا سے کیٹی اور تھیوسانگ کی گرفتاری کا ذکر نہیں کیا۔ وہ اس کو بتانے لگا کہ دشمن سیارے کی مخلوق ان کے سیارے پر حملے کی تیاری کر رہی ہے۔" ماریا نے کہا۔

"ہم انہیں شکست دیں گے۔ دیوتا ہمارے ساتھ ہیں۔"

سیاہ پوش سردار بولا۔

"مقدس دیوی سلاطی! آپ تو جانتی ہیں کہ یہاں سے ایک لاکھ نوری سال کے فاصلے پر ہمارا اپنا دوسرا سیارہ موجود ہے جہاں ہماری خلائی اسلحہ کی فوجی چھاؤنی ہے۔ آپ کو اس سیارے کا معائنہ کرنا چاہیئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ ہم نے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کس قدر تیاری کر رکھی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک لاکھ نوری سال کا فاصلہ ان لوگوں کے لیے ایسا ہی
تھا۔ جیسے ہم کراچی سے حیدر آباد جائیں۔ ماریا بولی۔
"ہمارے دورے کا انتظام کیا جائے۔ ہم اپنے
دوسرے سیارے پر جا کر خلائی اسلحے کا معائنہ کریں
گے"

سیاہ پوش سردار نے آران کو اسی وقت حکم دیا کہ مقدس
دیوی کے سفر کا بندوبست کیا جائے۔

اصل میں یہ سب کچھ ایک سازش کے ساتھ ہو رہا تھا۔
ساتھ والے سیارے پر شیطانی صورت والا شیلاش رہتا تھا
جس نے ماریا اور پھر کیٹی اور تھیوسانگ کو اپنے قابو میں
کیا تھا۔ وہ ان تینوں سے ایک خاص کام لینا چاہتا تھا۔ وہ
ایک عرصے سے کسی ایسی عورت کی تلاش میں تھا جو زندہ
گوشت پوست کی عورت ہو مگر نظر نہ آتی ہو۔ وہ ایسی عورت
کو اپنے خاص کیمیکل اثرات کے ذریعے ظاہر تو کر سکتا تھا
مگر خود اپنے جسم کو غائب نہیں کر سکتا تھا۔ اسے اس طاقت
کی ضرورت تھی تاکہ باقی نظام شمسی کے سارے سیاروں
پر حملہ کے لیے ایک غیبی خلائی فوج تیار کر کے ان پر قبضہ
کر سکے۔ تھیوسانگ اور کیٹی چونکہ ماریا کے ساتھی تھے اس
لیے شیلاش نے انہیں بھی پکڑوا دیا تھا۔

شیلاش کو اپنے کمپیوٹر نے بتایا تھا کہ ایک غیبی لڑکی سیاہ
ں سیارے کی فضا میں داخل ہو چکی ہے۔ چنانچہ سیاہ پوش
ر کو اس نے حکم دیا تھا کہ ماریا کے سر پہ خلائی تاج رکھ
اس کی یادداشت گم کر کے اس کے ذہن میں مقدس
ی سیلاطی کے خیالات داخل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے
ر کو مقدس دیوی ہی سمجھے۔ اس طرح سے شیطانی صورت
شیلاش ماریا پر آسانی سے تجربہ کر سکتا تھا۔ اس نے
سیاہ پوش سردار کو حکم دیا تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ
ہیں تہہ خانے میں بند رکھو اور ماریا کو ساتھ لے کر
ی اسلحہ کے معائنے کا بہانہ بنا کر میرے پاس لے

چنانچہ اسی روز سیاہ پوش سردار نے ماریا کو اپنے
ھ ایک خلائی راکٹ میں بٹھایا اور شیطانی شیلاش کے
رے کی طرف روانہ ہو گیا جو وہاں سے ایک لاکھ نوری
ل کے فاصلے پر تھا۔
جانے سے پہلے سیاہ پوش سردار نے آران کو خاص
ر پر کہا تھا۔
"اس عورت ماریا کا راکٹ ویران چٹانوں کے
درمیان کھڑا ہے۔ اسے تباہ کر دیا جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آران نے دو خلائی سپاہی اپنے ساتھ لیے اور ماریا کے راکٹ کو تباہ کرنے کی غرض سے خلائی قلعے سے نکل کر چٹانوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

راکٹ کے آٹو میٹک دروازے بند تھے۔ راکٹ کے کنٹرول روم میں ہینڈل کے پاس ناگ عقاب کی شکل میں خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے پہلے ماریا راکٹ سے گئی تھی اور پھر کیٹی اور تھیوسانگ اس کی تلاش میں گئے تھے اور ابھی تک ان تینوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا تھا۔

ناگ فکر کرنے لگا تھا کہ یہ لوگ آخر کہاں جا کر غائب ہو گئے۔ کہیں کسی مشکل میں تو نہیں پھنس گئے۔ مگر وہ خود بے بس اور مجبور تھا۔ ان کی کیا مدد کرتا۔ جب تک راکٹ کا دروازہ نہیں کھلتا وہ باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ خاموش تپائی پر بیٹھا رہا۔

اس عرصے میں خلائی دشمن آران اپنے دو خلائی سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ واقعی چٹانوں کے درمیان ایک تین منزلہ راکٹ کھڑا ہے۔ راکٹ کو تباہ کرنے کے لیے آران نے خلائی گن سیدھی کر کے راکٹ کی اوپر والی منزل کا نشانہ بنایا اور فائر کر دیا۔ خلائی گن میں سے شعلہ نکل کر راکٹ کی اوپر والی

ونی چھت سے ٹکرایا اور چھت اڑ گئی۔ راکٹ کو آگ لگ گئی۔ آران نے دوسرا فائر کر دیا۔

ناگ گھبرا گیا۔ راکٹ کے باہر آگ لگی ہوئی تھی اور اندر لہروں کی شدید گرمی آ رہی تھی۔ ناگ کے جسم پر ان گرم ریڈیائی لہروں کا عجیب اثر ہوا۔ اس کا خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔ وہ تپائی سے پھڑ پھڑا کر اوپر کو اٹھا۔ راکٹ کی چھت اڑ چکی تھی اور اس کی دیواروں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

ناگ تیزی سے اوپر کو اٹھا اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا راکٹ سے باہر نکل گیا۔ خلائی دشمن آران ناگ کو اڑتا ہوا نہ دیکھ سکا۔ ناگ دور جا کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے راکٹ ایک دھماکے سے پھٹ کر تباہ و برباد ہو گیا۔ ناگ نے تین خلائی آدمیوں کو وہاں سے جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ اس سیارے کی رہنے والی مخلوق ہے اور ان کے راکٹ کو تباہ کرنا ان کا مشن تھا۔

ناگ وہاں سے اڑ گیا۔ وہ فضاؤں میں اڑتا چٹانی دائرے کے اوپر سے ہوتا ہوا جب اس کھلے میدان میں پہنچا جہاں پُراسرار قلعے کی عمارت کھڑی تھی تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو اپنے جسم میں تبدیلی کا احساس ہوا۔ ناگ سمجھ گیا خلائی گن کی شعاعوں کے لگنے سے اِس کے جسم پر ایک کیمیاوی ردعمل ہوا ہے۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے آ گیا۔

ناگ ایک اونچی چٹان کے ساتھ لگ کر پتھروں پر بیٹھ گیا۔ اس کے جسم میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے اس کے جسم کے پَر غائب ہو گئے۔ اِس کے بعد اس کے دونوں انسانی ہاتھ پاؤں باہر نکل آئے۔ ناگ نے آنکھیں بند کر لیں اور وہیں پتھروں کے درمیان لیٹ گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ انسانی شکل میں واپس آ چکا تھا۔

ناگ نے آنکھیں کھول کر اپنے جسم کو دیکھا۔ وہ پوری انسانی شکل میں تھا۔ ناگ تھا۔ ناگ بڑا خوش ہوا۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا اِس کی طاقت بھی واپس آ گئی کہ نہیں۔ اس نے آنکھیں بند کر کے سانس روکا۔ سانس کو چھوڑا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

ناگ سانپ کی شکل میں اپنے آپ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے ایک ہلکی سی پھنکار ماری۔ اس پھنکار کے ساتھ ہی وہ پھر سے انسان بن گیا۔ ناگ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس کی ساری طاقتیں واپس آ چکی تھیں۔

[اس] نے چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر چاروں طرف سے دیکھا۔ پُر اسرار قلعہ اِس کے سامنے تھا۔ اس پُر اسرار قلعے کے سوا وہاں کوئی عمارت نظر [نہ]یں آ رہی تھی۔ ہو سکتا ہے ماریا اور پھر کیٹی اور [ش]یو سانگ اسی قلعے کے اندر کسی مصیبت میں پھنسے ہوئے [ہو]ں۔ ناگ نے سوچا کہ اِسے اِنسانی شکل میں قلعے کی طرف [نہ]یں جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خلائی مخلوق کا قلعہ ہے اور وہ [د]شمن مخلوق ہے۔

ناگ نے آنکھیں بند کر زور سے سانس لیا اور جب سانس چھوڑا تو وہ سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ یہ سانپ مٹیالے رنگ کا تھا اور اس کا سائز ایک فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔ ناگ نے قلعے کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ فضا میں روشنی زیادہ نہیں تھی۔ سورج ڈھلنے کے بعد کا سماں لگ رہا تھا۔ چٹانوں کا رنگ بھی بھورا تھا۔ ناگ کا رنگ بھی مٹیالا تھا۔ اِس لیے وہ سانپ کی شکل میں پتھروں کے درمیان رینگتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

ناگ قلعے کے دروازے کے قریب پہنچ کر دوسری طرف مُڑ گیا۔ اگرچہ یہاں کوئی خلائی پہرے دار موجود نہیں تھا۔ پھر بھی ناگ بڑے دروازے سے قلعے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں داخل ہونا نہیں چاہتا تھا۔ قلعے کی دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا ناگ چھوٹے دروازے کی جانب آ گیا۔ یہ وہ دروازہ تھا جہاں سے کیٹی اور تھیوسانگ داخل ہو کر تہہ خانے میں گر پڑے تھے۔ یہ دروازہ بند تھا۔ ناگ دیوار پر چڑھ کر رینگتا رینگتا اوپر ایک سوراخ کے پاس جا کر اندر چلا گیا۔

یہ سوراخ دوسری جانب ایک راہ داری کی دیوار کی طرف نکل آیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ مگر ناگ کو سانپ ہونے کی وجہ سے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ وہ راہ داری میں سے گزر گیا۔ سامنے بائیں جانب اسے ایک روشن دان دکھائی دیا۔ اس پر کسی مضبوط دھات کی جالی لگی تھی مگر اس میں سوراخ تھے۔ ناگ سوراخ میں سے گزر کر دوسری طرف آیا تو وہ اس بڑے ہال کمرے میں تھا جہاں وسط میں دو کشادہ اور بلند چبوتروں کے پاس بھیڑئیے کی شکل کا بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔

اس بت کی سبز آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کی لٹکتی ہوئی سرخ زبان نیچے فرش کو چھو رہی تھی۔ ناگ زبان کے قریب سے گزرا تو اسے یوں لگا جیسے زبان کی مقناطیسی کشش اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہو۔ وہ بھیڑئیے کی زبان

ے بچ کر گزرتے ہوئے اس کے پیچھے آ گیا۔ بھیڑئیے کے بت کے پیچھے دیوار تھی۔ اس دیوار ں ایک دروازہ تھا۔ یہاں پہلی بار ناگ کو ماریا کی خوشبو ئی۔ اگرچہ ماریا اپنے بیڈ روم میں نہیں تھی مگر اس کے ستر میں اس کی خوشبو ابھی باقی تھی اور یہی خوشبو ناگ کو آ رہی تھی کیونکہ ماریا کا بیڈ روم ساتھ ہی تھا۔

ناگ دوسرے کمرے میں آ گیا۔ یہاں ماریا کا بچھونا پلنگ پر بچھا تھا۔ اسی بچھونے میں سے ناگ کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ ناگ نے ماریا کو چاروں طرف تلاش کیا۔ مگر وہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔ ناگ نے یہی نتیجہ نکالا کہ ماریا وہاں نہیں ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ جا چکی ہے۔

ناگ یہاں سے باہر آیا تو سامنے پھر ایک راہ داری تھی۔ اس راہ داری میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ وہ دیوار پر رینگنے لگا تاکہ اگر کوئی سامنے سے آ جائے تو اسے فرش پر نہ دیکھ سکے۔ آگے ایک چھوٹا سا روشن دان آ گیا۔ ناگ نے اس میں سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ ادھر ایک بڑا کمرہ تھا۔ یہاں آران اپنے خلائی ساتھیوں کے پاس کھڑا ان سے کچھ باتیں کر رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ غور سے ان کی باتیں سُننے کی کوشش کرنے لگا۔ آران کہہ رہا تھا۔

"مقدس دیوی سلاطی شیلاش کے سیارے پر گئی ہے شاید وہ دیر بعد واپس آئے لیکن سردار واپس آجائے گا۔"

ایک خلائی سپاہی نے پوچھا۔

"آران دشمن کے جو دو قیدی ہمارے قلعے میں بند ہیں ان کو کب ختم کرنا ہے؟"

ناگ چونکا۔ اِن دو قیدیوں سے مراد کہیں کیٹی اور تھیوسانگ تو نہیں؟ کیونکہ ماریا تو ان کے کہنے کے مطابق قلعے میں نہیں تھی۔ آران نے کہا۔

"نہیں۔ شیلاش کا حکم ابھی نہیں آیا۔ ابھی انہیں قید ہی میں پڑے رہنے دو اور ہاں۔ ان کو وٹامن ٹیوب پہنچا دی گئی تھی؟"

"وہ تو کل ہی ان کے تہہ خانے میں پھینک دی تھی۔"

"ٹھیک ہے" آران بولا۔ "اب تم جا کر آرام کرو۔"

دونوں خلائی سپاہی کمرے سے نکل کر راہ داری میں

گئے۔ ناگ نے سوچا کہ اِن لوگوں کا تعاقب کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اِن سے کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل سکے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کیٹی اور تھیوسانگ کے تہہ خانے میں وٹامن ٹیوب پھینکی تھی۔ ناگ کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جن قیدیوں کو یہاں تہہ خانے میں قید رکھا گیا ہے وہ کیٹی اور تھیوسانگ ہی ہیں دونوں خلائی سپاہی راہ داری گھوم کر ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ ناگ دیوار پر اُن کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔

یہ وہی کمرہ تھا جہاں دیوار کے ساتھ کتنے ہی بڑے بڑے مرتبان تھے۔ یہ خلائی سپاہی اِن مرتبانوں میں داخل ہو کر آرام کرتے تھے۔ ناگ کی آنکھوں کے سامنے دونوں خلائی سپاہی مرتبان کے ڈھکن اُٹھا کر اِن میں اُتر گئے اور انہوں نے اندر سے ہاتھ باہر نکال کر ڈھکن دوبارا مرتبانوں پر رکھ دیئے۔

ناگ حیران ہوا کہ یہ لوگ مرتبانوں میں گھس کر کیسے آرام کرتے ہیں؟

ہو سکتا ہے اِن لوگوں کا یہی طریقہ ہو۔ مگر سوال یہ تھا کہ اِن لوگوں سے کیٹی اور تھیوسانگ کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کی جائیں؟ ناگ دیوار سے اُتر کر مرتبانوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاس آ گیا۔ اس کو محسوس ہوا کہ دوسرے مرتبانوں میں بھی خلائی مخلوق سو رہی ہے۔ ناگ ان دو مرتبانوں کے پاس واپس آگیا جن میں وہ خلائی سپاہی گھسے تھے جن کو کیٹی اور تھیوسانگ کے تہہ خانے کا پتہ تھا۔

لیکن ناگ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ ان سے کیسے اپنی مرضی کی معلومات حاصل کرے۔ جب ناگ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اسے اپنے طور پر گھوم پھر کر کیٹی اور تھیوسانگ کے تہہ خانے کا سراغ لگانا چاہیے۔ وہ مرتبانوں والے کمرے سے نکل کر راہ داری میں آ گیا۔ یہاں سے ایک سیڑھی اوپر والے کمرے کو جاتی تھی۔ ناگ سیڑھی پر سے رینگ کر اوپر آ گیا۔ یہ کمرہ طرح طرح کے خلائی آلات سے بھرا ہوا تھا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ کتنے ہی کمپیوٹر لگے تھے۔ ایک بڑی سکرین دیوار پر بنی تھی جس میں خلاء کے سیاروں کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔

ناگ یہاں سے رینگتا ہوا دوسرے دروازے کی طرف گیا تو اُسے اچانک کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ وہیں رُک گیا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی سانپ والی تھوتھنی اُٹھا کر زبان نکال کر چاروں طرف سونگھا۔ خوشبو دروازے کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔

ناگ دروازے میں سے نکل گیا۔ آگے زینہ تھا۔ جو نیچے پتھر کے فرش تک جاتا تھا۔ اس فرش پر بڑی بڑی سلیں بچھی تھیں۔ ناگ نے فرش کو سونگھا۔ ایک جگہ سے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو بڑی صاف آ رہی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہاں نیچے وہ تہہ خانہ ہے جہاں ان لوگوں نے کیٹی اور تھیوسانگ کو قید میں ڈالا ہوا ہے۔

ناگ نے فرش کا چکر لگا کر پوری طرح سے دیکھا نیچے جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں تھا۔ پتھر کی سلیں ایک دوسرے سے جُڑی ہوئی تھیں۔ کوئی معمولی سی درز بھی نہیں تھی۔ ناگ وہیں چکر لگاتا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ رُک گیا۔ اِسے خیال آیا کہ اگر نیچے تہہ خانہ ہے تو یقیناً اس کا راستہ یہیں کہیں ہوگا۔ اور اس راستے کو کھولنے کے لیے کوئی خفیہ بٹن بھی اسی جگہ کہیں لگا ہوگا۔ مگر ہزار کوشش کرنے پر بھی ناگ خفیہ بٹن معلوم نہ کر سکا۔ اِسے اوپر والے کمرے میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

ناگ جلدی سے دیوار پر چڑھ کر چھت کے پاس آ گیا۔ اس کی نگاہیں اوپر والے کمرے کے دروازے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر لگی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ دروازے میں ایک خلائی سپاہی نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا سفید چمکیلا چھوٹا سا ڈبہ تھا۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ خلائی گن اس کے پہلو میں لٹک رہی تھی۔

سب سے آخری سیڑھی پر آ کر وہ رُک گیا۔

پھر اُس نے آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تیسری بار پاؤں مارنے سے فرش کے وسط میں سے پتھر کی سِل ایک طرف کو کھسک گئی۔ یہی وہ سِل تھی جس کے نیچے تہہ خانہ تھا۔ ناگ تیزی سے رینگتا نیچے اُتر کر فرش پر آ گیا۔ خلائی سپاہی نے نیچے جھانک کر دیکھا اور کہا۔

" یہ تمہاری خوراک ہے "

اور اس کے ساتھ ہی پلاسٹک کا بکٹ نیچے پھینک دیا۔ ناگ نے نیچے سے آتی تھیوسانگ کی غصیلی آواز سُنی۔

" تم لوگوں نے ہمیں یہاں کیوں قید کر رکھا ہے۔ ہمارا کیا قصور ہے "

خلائی سپاہی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سیڑھی کی طرف بڑھا تاکہ تہہ خانے کے پتھر کو واپس جما دے۔ ناگ خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ خلائی سپاہی نے

ایک بار پھر اسی طرح آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا اور پتھر کی سِل نے گڑگڑاہٹ کی ہلکی آواز کے ساتھ تہہ خانے کا منہ بند کر دیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ کو ناگ کی خوشبو آتی محسوس ہوئی لیکن یہ سوچ کر کہ وہ تو شیشے کا عقاب بنا ہوا ہے۔ کیسے یہاں آ سکتا ہے۔ خاموش ہو گئے۔ خلائی سپاہی جب واپس چلا گیا تو ناگ سیڑھی کے پاس آ گیا۔ اس نے پھنکار مار کر دوبارا انسانی شکل اختیار کی اور آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تہہ خانے کے منہ پر سے پتھر کی سِل ایک طرف کو ہٹ گئی۔ نیچے سے کیٹی کی آواز آئی۔

" ہمارے ساتھی بہت جلد ہمیں یہاں سے نکال لیں گے وہ تم سے بدلہ لیں گے "

ناگ نے تہہ خانے میں جھانک کر آہستہ سے کہا۔

" تمہارا ساتھی آ گیا ہے کیٹی۔ شور نہ مچاؤ۔ وہ لوگ آ جائیں گے "

نیچے تھیوسانگ اور کیٹی نے ناگ کی آواز سنی تو خوشی سے اِن کے چہرے کھِل گئے۔ انھوں نے اوپر دیکھا۔ تہہ خانے کے منہ پر اِسے ناگ کی انسانی گردن دکھائی دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندھیرے میں وہ اسے پوری طرح نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کیٹی نے آواز دی۔

"ناگ! کیا یہ تم ہو۔ شکر ہے تم آگئے"

ناگ نے کہا

"کیٹی! خدا کے لیے خاموش رہو۔ میں ناگ ہی ہوں"

تھیوسانگ نے نیچے سے آہستہ سے آواز دی۔

"ناگ! ہمیں یہاں سے نکالو"

ناگ نے جواب میں کہا۔

"میں اسی کوشش میں ہوں۔ تم اپنی جگہوں پر خاموش بیٹھے رہو"

یہ کہہ کر ناگ سیڑھی چڑھ کر اس کمرے میں آگیا جہاں خلائی مشین، کمپیوٹر اور مختلف سازو سامان پڑا تھا۔ ناگ اب انسانی شکل میں تھا۔ اس نے سامان اور دوسری چیزوں کو ٹٹولنا شروع کیا۔ ایک الماری کے پیچھے اسے شیشے کی چرخڑی دکھائی۔ اس چرخڑی پر باریک تار لپیٹا ہوا تھا۔ اسی چیز کی ناگ کو تلاش تھی۔

اس نے چرخڑی پر سے تار اتارا اور نیچے آگیا۔ تہہ خانے میں تار کا ایک سرا لٹکا کر اس نے دوسرا سرا

اوپر ایک ستون کے ساتھ باندھا اور نیچے کیٹی کو آواز دی۔

"اس تار کو پکڑ کر اوپر آجاؤ"

یہ کام کیٹی اور تھیوسانگ ہی کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ خود خلائی مخلوق تھے۔ ان میں عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت تھی۔ وہ بڑی جلدی تار کی مدد سے تہہ خانے سے باہر آگئے۔ باہر آتے ہی ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"یہاں آس پاس خلائی مخلوق موجود ہے۔ اس لیے خاموش رہنا"

ناگ نے جلدی سے تار چرخڑی پر دوبارا لپیٹی اور زینے کی آخری سیڑھی پر تین بار پاؤں مارا۔ تہہ خانے کا منہ پتھر کی سل سے بند ہو گیا۔

"ماریا کہاں ہے؟" کیٹی نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے ان لوگوں کی باتوں سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ماریا سلاطی دیوی کے روپ میں یہاں سے دور کسی شیلاشش کے پاس سیارے میں گئی ہے اور ابھی واپس نہیں آئے گی"

"یہ شیلاشش سیارہ کون ہے؟" تھیوسانگ نے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"سیاروں کے بارے میں تو تمہیں مجھ سے زیادہ معلومات ہونی چاہئیں۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ کسی خلائی مخلوق کا نام ہے"

تھیوسانگ بولا۔

"ہمیں یہاں سے نکل کر واپس اپنے راکٹ میں چلے جانا چاہیئے۔"

ناگ نے ذرا سا مسکرا کر کہا۔

"راکٹ نام کی کوئی شے وہاں نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟" کیٹی نے پریشان ہو کر پوچھا۔

ناگ نے انہیں سب کچھ بتا دیا کہ کس طرح انہوں نے ان کے راکٹ کو آگ لگائی اور پھر کیسے کیمیاوی ردِ عمل کی وجہ سے وہ عقاب سے دوبارا اپنی اصلی النساق شکل میں واپس آ گیا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" کیٹی بولی۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہمیں یہاں سے تو نکل جانا چاہیئے اس کے بعد سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

وہ تینوں وہاں سے نکل کر اندھیری راہداری میں آ گئے۔ راہداری بالکل خالی پڑی تھی۔ آگے ایک بڑا کمرہ تھا۔ اس

کمرے میں دو خلائی سپاہی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ نے کیٹی اور تھیوسانگ کو پیچھے کر دیا اور سرگوشی میں کہا۔

"گارڈ کھڑے ہیں۔ میں اِن کی خبر لیتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے ناگ کے کان کے قریب منہ لا کر سرگوشی کی۔

"ہو سکتا ہے اِن پر تمہارے زہر کا اثر نہ ہو۔ یہ خلائی مخلوق ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں کوشش ضرور کروں گا۔"

پھر ناگ نے تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر سرگوشی میں کہا۔

"تم انہیں انگلی سے چھو کر چھوٹا کیوں نہیں کر دیتے۔ ہم انہیں جیب میں ڈال کر لے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے سر ہلا کر افسوس کے ساتھ بتایا کہ اس سیارے کی فضائی کیفیت کی وجہ سے اس کے پاس یہ طاقت نہیں رہی۔ ناگ نے کہا۔

"پھر تو مجھے ہی ہمت کرنی پڑے گی۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم اسی جگہ اندھیرے میں چھپے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہو۔"

کیٹی اور تھیو سانگ اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔

ناگ نے سانپ کی شکل اختیار کی اور فرش کی بجائے راہ داری کی دیوار پر چڑھ گیا اور رینگتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں نیچے دونوں خلائی پہرے دار خلائی گنیں لٹکائے چاق و چوبند کھڑے تھے۔

ناگ بڑی احتیاط سے رینگ کر ان کے پیچھے دیوار سے نیچے اُتر آیا۔ اب وہ دونوں پہرے دار ناگ کی زد میں تھے۔ ناگ اِن دونوں کو ڈس کر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی کر سکتا تھا۔ اِس کے ذہن میں تھیو سانگ کا یہ جملہ بھی گونج رہا تھا کہ ہو سکتا ہے اِس خلائی مخلوق پر اِس کے زہر کا اثر نہ ہو۔ ناگ کو یہ بھی خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ڈسنے سے خلائی مخلوق تو ہلاک نہ ہو لیکن خود ناگ پر کوئی خطرناک اثر ہو جائے۔

یہ تمام خطرے اور اندیشے ناگ کے ذہن میں تھے۔ اس کے باوجود وہ اِن خلائی گارڈز کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا اور انہیں راستے سے ہٹانے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ انہیں ڈس دے۔

چنانچہ ناگ نے ایک پہرے دار کو چُن لیا کہ پہلے اس کو ڈسے گا۔

یہ سوچ کر ناگ اِس پہرے دار کی طرف بڑھا اور اس کے پاؤں کے قریب آ گیا۔ وہ اِسے ڈسنے ہی والا تھا

کہ خلائی پہرے دار نے ناگ کو دیکھ لیا۔ ایک دم سے اِس نے خلائی گن کا رُخ ناگ کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ ناگ اتنی دیر میں وہاں سے اُچھل کر دوسری طرف ہو گیا تھا۔ دونوں پہرے دار ناگ کے پیچھے دوڑے۔ ناگ نے پلٹ کر زور سے پھنکار ماری۔

اس سے اس کا مقصد محض اتنا تھا کہ شاید اس کی پھنکار سے یہ پہرے دار ڈر کر وہیں رُک جائیں اور ناگ کو چھپنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھنکار کی گرم لہریں جب پہرے داروں کے جسموں سے ٹکرائیں تو وہ وہیں کھڑے کے کھڑے ہو کر رہ گئے۔ ناگ سمجھا کہ وہ ڈر کے مارے رُک گئے ہیں چنانچہ وہ تیزی سے ایک الماری کے پیچھے گھس گیا۔ پھر اس نے چند لمحوں کے بعد محسوس کیا کہ باہر کوئی حرکت نہیں ہو رہی۔ پہرے داروں کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو الماری کے پیچھے فائر کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے گردن ذرا سی باہر نکال کر دیکھا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران سا ہوا کہ دونوں خلائی آدمی اسی حالت میں کھڑے تھے۔ ناگ تیزی سے باہر نکلا اور پہرے داروں کے قریب جا کر انہیں غور سے دیکھا دونوں اس طرح جھکے ہوئے تھے جیسے حملہ کرنے والے ہوں۔ ناگ نے ان کے جسموں کو باری باری چھو کر دیکھا۔ تو وہ دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ کیونکہ دونوں پہرے دار کھڑے کھڑے وہیں پتھر بن گئے تھے۔ کیا یہ ناگ کی پھنکار کا اثر تھا؟

ناگ فوراً دیوار کی دوسری طرف چھپے ہوئے تھیوسانگ اور کیٹی کی طرف گیا اور انسان کی شکل اختیار کر کے انہیں سارا ماجرا سنایا۔ تھیوسانگ بولا۔

" یہ تمہاری سائنس کا یہاں کی خلائی مخلوق پہ کیمیاوی ردِ عمل ہوا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہوئی ہے۔ اس طرح سے ہم یہاں ان لوگوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں "

کیٹی نے کہا۔

" چل کر پہرے داروں کو دیکھتے ہیں "

تینوں نے قریب جا کر پتھر بنے پہرے داروں کو چیک کیا۔ ان میں اور پتھر کے بتوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ان کے جسم پتھر کی طرح سخت ہو چکے تھے۔ ناگ نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

" کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ کسی کیمیاوی ردِ عمل کی وجہ سے پھر زندہ ہو جائیں؟"

تھیوسانگ نے جواب دیا۔

" جب ایسا ہوگا تب دیکھا جائے گا"

کیٹی نے کہا۔

" ہاں۔۔ ابھی تو ہمیں یہاں سے فرار ہو کر ماریا کے آنے تک کسی خفیہ مقام پر چھپ جانا چاہیئے "

" ناگ تم سانپ ہی کی شکل میں چلو۔ تاکہ اگر راستے میں کوئی اور خلائی سپاہی مل جائے تو اس سے نمٹ سکو"

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل اختیار کی اور وہ تینوں قلعے کے پچھلے دروازے سے نکل کر قلعے کے پیچھے جو ویران اونچا نیچا میدان تھا وہاں آ گئے۔ انہیں یہاں کوئی پہرے دار نہ ملا۔ سارا علاقہ چپ چاپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سنسان تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں کیٹی کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ قلعے سے دُور ایک جگہ کچھ اونچی چٹانیں ساتھ ساتھ کھڑی تھیں۔ ان کے درمیان بیچ میں ایک تنگ سا درّہ بنا ہوا تھا۔

"ہمیں اس جگہ چھپ جانا چاہیئے" کیٹی نے اشارہ کیا۔

تھیوسانگ بولا۔

"یہ جگہ قلعے سے قریب ہے"

کیٹی نے کہا۔

"ہمیں قلعے کے قریب ہی رہنا ہوگا۔ تاکہ جب ماریا آئے تو ہمیں اس کی خوشبو محسوس ہو جائے"

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟" تھیوسانگ نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ کیٹی کی گردن سے اُتر کر نیچے آگیا اور فوراً انسانی شکل اختیار کر لی۔

وہ اس سے اچھی جگہ یہاں آس پاس کہیں نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی جگہ چھپنا چاہیئے"

چٹانوں کے بیچ جگہ تنگ تھی۔ وہ لیٹ کر اس کے اندر داخل ہوگئے۔ آگے زمین کھلی تھی اور چھوٹا سا دالان بنا ہوا تھا۔ یہ تینوں دوست یہاں چٹانی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگے کہ شیلاٹش نے اسے اپنے سیارے پر کیوں بلایا ہے۔ اور اگر ماریا غیبی حالت میں ہے تو پھر اسے کس طرح قید کیا گیا؟ کیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ماریا غیبی حالت میں نہیں ہوگی۔ کسی خاص وجہ سے اسے ضرور ظاہر کر لیا گیا ہے۔

انہیں عنبر کا بھی خیال ستانے لگا کہ نہ جانے وہ اس وقت کہاں ہوگا۔ عنبر کے بارے میں انہیں کوئی خبر نہیں تھی۔ اس وقت انہیں سب سے زیادہ فکر ماریا کی تھی۔ دیر تک وہ باتیں کرتے رہے۔ پھر ناگ سانپ کا روپ بدل کر چٹان کے سوراخ کے باہر جا کر پہرہ دینے لگا۔

کوئی چھ سات گھنٹے گزرنے کے بعد باہر آسمان پر جو تھوڑی سی روشنی تھی کم ہونا شروع ہو گئی۔ ناگ نے اندر جا کر کیٹی اور تھیوسانگ کو بتایا کہ سیارے کی سرزمین پر رات ہونے لگی ہے۔ انہوں نے بھی باہر نکل کر دیکھا۔ آس پاس کی چٹانوں پر اندھیرا دھند بن کر اُتر رہا تھا۔ ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھتے دیکھتے وہاں گہری تاریکی چھا گئی۔ اس تاریکی میں تھیوسانگ اور کیٹی خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا دیکھ سکتے تھے۔ ناگ نے کہا۔

"تم لوگ اندر چل کر بیٹھو میں باہر پہرہ دوں گا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ چٹان کے اندر چلے گئے۔ ناگ سانپ کی شکل اختیار کر کے ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ چاروں طرف موت ایسا سناٹا اور اندھیرا چھا چکا تھا۔ کہیں کوئی آہٹ تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔ گھپ اندھیرے میں ناگ کو بھی بہت کم دکھائی دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری ہو گی تو ناگ ایک آواز سُن کر چونک پڑا۔ یہ آواز خلائی مخلوق کے باتیں کرنے کی تھی اور دُور سے قریب آتی جا رہی تھی۔ ناگ تیزی سے چٹان کے اوپر چڑھا اور کیا دیکھتا ہے کہ خلائی قلعے کی جانب سے چار خلائی آدمی زمین پر کسی شے سے روشنی ڈالتے ان چٹانوں کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں جہاں کیٹی تھیوسانگ اور ناگ نے پناہ لے رکھی تھی۔

یہ خلائی لوگ وہاں کس لیے آئے تھے؟

ماریا کی ناگ اور کیٹی سے کس حالت میں ملاقات ہوئی؟

عنبر کس دنیا میں جا کر نکل گیا تھا؟

ناگ، ماریا اور کیٹی وغیرہ اس سیارے سے کیونکر فرار ہوئے؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو "عنبر ناگ ماریا خلاء میں" کی اگلی قسط ۱۰۷ "خطرناک مقناطیسی روشنی" میں ملیں گے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محترم اے حمید صاحب! آداب عرض

خلاف توقع اس بار بھی آپ کے نئے ناول ناگ عنبر ماریا نہیں ملے ایک تو سونے پر سہاگہ آپ نے لکھا کہ اکتوبر کے بعد ہر ماہ دو ناول خلائی ملیں گے۔ مگر اب تک کوئی آثار نہیں جبکہ وہی ایک سیریز والا سلسلہ شروع اور وہ بھی اس بار دیر سے ملا۔ وجہ؟ اور نہ آپ نے کوئی خط لکھنے کی زحمت کی!

اور اب رائے ـــــ! اس بار کا ناول بہت پسند آیا پُراسرار حیرت انگیز کیفیات سے بھرپور ڈرامائی طرز پر مبنی لاجواب شاہکار تھا۔ شروع سے لے کر آخر تک سسپنس بالکل مکمل اور جامع ناول تھا۔ اس بات پر آپ مبارکباد کے مستحق ہیں قبول فرمائیں۔ اچھا اب اجازت!

میری طرف سے محترم نقش محمد اعوان صاحب کو سلام

صفدر حسین اعوان، بانکا رام روڈ، نزد تاج ہوٹل، نواب شاہ۔

محترم جناب اے حمید صاحب!

السلام علیکم۔ دو ماہ کے طویل انتظار کے بعد آپ کے دو ناول "خلائی جہاز کی ممی" اور "غیبی خلائی شیطان" پڑھ کر عجیب راحت اور خوشی

…ں ہوئی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ناگ ماریا عنبر اور کیٹی سیریز کے ہر ماہ چار …ل شائع ہوا کریں گے لیکن آپ تو ایک ماہ ایک ناول بھی باقاعدہ گی …ے نہیں لکھتے یہی حال آپ کی دوسری سیریز زرتاش مشن اور پرانے …ے کی فائل کا ہے ہر ماہ ان میں سے یا تو ایک ناول پرانے قلعے کی …ں کا یا زرتاش مشن کا پڑھنے کو ملتا ہے کیا بات ہے آپ اب اتنے ناول کیوں لکھنے لگ گئے ہیں۔ ناگ ماریا عنبر اور کیٹی اب خلا میں …ل ہو چکے ہیں ویسے شاید میں کچھ غلط کہہ گیا ہوں کیونکہ ماریا تو ابھی …ن پر ہی ہے خیر وہ بھی خلا میں پہنچ ہی جائے گی اور ان کا یہ سفر …ینا بہت دلچسپ ہوگا جولی اور اس کے ڈیڈی کی موت کا بہت …دکھ ہوا ویسے آپ کو جولی کے باپ کا نام ضرور بتانا چاہیئے تھا۔

اللہ حافظ فقط والسلام

محمد نوید مرزا گلی نمبر ۱۰، مکان نمبر ۱۰۴۲ تیزاب احاطہ نزد ۴۵ جی۔ ٹی روڈ لاہور۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

عنبر ناگ ماریا کیٹی خلاء میں کی دونوں قسطیں "خلائی جہاز کی ممی" "غیبی خلائی شیطان" پڑھی نہایت ہی بہترین کہانیاں تھیں۔ پڑھ کر دل چاہا کہ آپ کو اتنی اچھی کہانی لکھنے پر مبارک باد دے دوں۔ تو یہ خط لکھا۔ میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں جو آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور کچھ اپنے خیالات ہیں جو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱:۔ عنبر ناگ ماریا کیٹی کی آپ کم سے کم ہر ماہ چار قسطیں لکھا کریں۔

۲:۔ عنبر ناگ ماریا میں تھیوسانگ کا کردار بڑا اچھا ہے۔ پلیز اُسے ختم نہ کیجئے گا۔

۳:۔ عنبر ناگ ماریا کے صفحات بڑھا دیں۔ اس کے لیے اگر آپ قیمت بھی بڑھائیں گے تو ہم خوشی سے منظور کر لیں گے۔

۴:۔ پنڈی میں لال کرتی کے اندر نئی تلاش اور پُر اسرار فائل سیریز نہیں آتی اگر آتی ہے تو بہت دیر کے بعد۔ مثلاً ایک مہینے کے بعد جیسے ابھی تک پستول کی آخری گولی اور خونی تکون نہیں آئی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟

۵:۔ مجھے خونی مرتبان اور گم شدہ خلا باز کی تلاش چاہیئے کیسے منگاؤں؟

۶:۔ خلائی گھڑی کا قیدی کب چھپ رہی ہے؟

ان سوالوں اور خیالات کا جواب ضرور دیں انتظار رہے گا۔

فقط عنبر ناگ ماریا کیٹی کا پرانا قاری

راحیل اظہر ۵/۶ اظہر مجید مکان ۱۹۴۰ انڈس روڈ ۲ لال کرتی راولپنڈی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۷/۵۰

۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۷/۵۰

۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۷/۵۰

۱۰۴ خلائی کمرہ ۷/۵۰

۱۰۵ خونخوار ۷/۵۰

۱۰۶ خطرناک ۷/۵۰

۱۰۷ ہیبت ناک قلعہ ۷/۵۰

۱۰۸ غیبی شیشہ ۷/۵۰

۱۰۹ ماتا دیوی کا گدھ

۱۱۰ آدھی عورت آدھا

۱۱۱ خلائی مخلوق

۱۱۲

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
۱۲-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸